ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۲۶/مارچ ۱۹۹۹ء شمارہ ۱۳

۸/ذوالحجہ ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۲۶/امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خوف الٰہی دل میں پیدا ہو۔ بغیر اس کے انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا

”......جو لوگ استقامت اختیار کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دعا کے بعد کامیابی اپنی خواہش کے مطابق ہو یا مصلحت الٰہی کوئی دوسری صورت پیدا کر دے ہر حال میں دعا کا جواب ضرور خدا تعالیٰ کی طرف سے مل جاتا ہے۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ دعا کے واسطے اس کی حد تک جو ضروری ہے تضرع کی جاوے اور پھر جواب نہ ملے۔

گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خوف الٰہی دل میں پیدا ہو۔ بغیر اس کے انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا اور خوف بغیر معرفت کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب کسی کے سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہو اور اس کو یقین ہو کہ اگر فلاں کام میں کروں گا تو یہ تلوار میرے سر پر لگے گی پھر وہ کس طرح وہ کام کر سکتا ہے؟ اس کو یقین ہے کہ وہ تلوار اس کو دُکھ دے گی۔ اس قسم کا یقین اگر خدا تعالیٰ پر ہو اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اس کے دل میں گھر کر جائے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ بدکاری کا ارتکاب کرے۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت نہیں کہ وہ انسان کی طرح کسی کو اپنا چہرہ دکھائے۔ بلکہ وہ زبردست نشانات کے ساتھ اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے۔ جب ۴/اپریل کا زلزلہ آیا تو ہمارے عزیز محمد اسمٰعیل میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے، وہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کے کالج کا ایک لڑکا دہریہ تھا۔ جب زلزلہ آیا تو وہ بھی رام رام پکارنے لگا لیکن جب زلزلہ گزر گیا اور ہوش ٹھکانے لگے تو پھر کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہوئی میں نے رام رام کہا۔

خدا تعالیٰ کے اقتداری نشانات اس کی ہستی کا ثبوت دے دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو خبر دی ہے کہ ایک سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ دن دنیا کے واسطے ایک غیر معمولی دن ہوگا جس سے لوگ جان لیں گے کہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ لوگ شیطانی خیالات میں ایسے پڑے ہوئے ہیں کہ ایک قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہتے مگر خدا تعالیٰ جب چاہتا ہے تو وہ ایسی ہیبت ڈال دیتا ہے کہ لوگ تمام بدیوں کو چھوڑ دیتے ہیں جب تک خدا کسی کو نہ کھینچے وہ کس طرح کھینچا جا سکتا ہے۔ ہمارا بھروسہ تو صرف خدا تعالیٰ پر ہے۔ وہ قوم جو ہم کو کافر کہتی ہے اس سے ہم امید ہی کیا کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہی سچا بادشاہ اور سچا حکمران ہے۔ جب تک کہ آسمان پر کچھ نہیں ہوتا زمین پر بھی کچھ نہیں ہو سکتا“۔ (ملفوظات جلد ۹ مطبوعہ لندن صفحہ ۵۲، ۵۳)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ”ملاقات“ کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام ”ملاقات“ کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ”ملاقات“ کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۶/مارچ ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ بچوں کی کلاس جو آج ہی ریکارڈ ہوئی تھی براڈکاسٹ کی گئی۔ پروگرام کا آغاز حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ سورۃ البقرہ کی آیات ۲۶۸ تا ۲۷۰ تلاوت کی گئیں۔ ترجمہ کے بعد بچیوں نے آنحضرت ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی پر تقاریر کیں۔ آپؐ کے اخلاق حسنہ، عادات اور لباس میں سادگی، غریب و امیر کے ساتھ حسن سلوک اور دیگر بہت ہی پرکشش عادات و اطوار مبارکہ کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اس کے بعد بیت بازی ہوئی جس کی خصوصیت یہ تھی کہ ہر شعر ترنم اور لحن سے پڑھا گیا جس نے اسے کہیں زیادہ پر لطف بنا دیا۔ اور لڑکیوں نے یہ مقابلہ بیت بازی جیت لیا اور حضور انور سے انعامات حاصل کئے۔ ازراہ شفقت حضور انور نے لڑکوں کو بھی انعامات عطا کئے۔ پھر ایک لڑکے نے لیکھرام پر تقریر کی۔ آخر میں بچوں میں کشتی کا مقابلہ ہوا۔

اتوار، ۷/مارچ ۱۹۹۹ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ۶/اگست ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ ۱۹۹۵ء میں سیرالیون کے حالات کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے اُس وقت فرمایا کہ احمدیوں کے لئے ان حالات میں کسی کی طرفداری میں حصہ لینا ہلاکت کا موجب ہوگا۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سیرالیون کے احمدی کسی سائڈ میں حصہ نہ لیں۔ جب میں انہیں یہ بتانے کے لئے گیا تو ذرا لیٹ پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ احمدی پارٹیاں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس طرح چڑھ رہی تھیں کہ ایک حصہ گزرتا تھا، پھر اوپر اٹھتا پھر گرتا اور اٹھتا ہے۔ دشمن کی تجویز تھی کہ ان کو گھیر لیا جائے۔ میں گھبرایا ہوا تھا کہ میں پیغام دینے آیا ہوں اور یہ

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

یہ جمعہ کا دور ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں کثرت سے درود بھیجنے کے نتیجہ میں ہم عالمی مصیبتوں سے بچائے جائیں گے اور اللہ کے فضل سے درود ہی کی برکت سے ساری دنیا میں اسلام پھیلے گا۔ پس کثرت سے درود بھیجو

احادیث نبویہ اور ارشادات و ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے درود شریف کے فضائل و برکات کا روح پرور بیان

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۲/مارچ ۱۹۹۹ء)

لندن (۱۲/مارچ): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں سورۃ الاحزاب کی آیت ”ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی.........الخ“ کے حوالے سے درود شریف کے فضائل اور برکات سے متعلق جو مضمون شروع فرمایا تھا اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے درود کی برکات کا ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے سنن ابن ماجہ کی ایک حدیث پیش کر کے اس کی تشریح میں فرمایا کہ جس نسبت، محبت اور اخلاص کے ساتھ ہم درود بھیجیں گے اسی نسبت سے خدا کے فرشتے بھی ہم پر درود بھیجیں گے۔ سوال یہ ہے کہ اللہ کیسے درود بھیجتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے درود بھیجنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ اللہ گویا کسی اور سے دعا کرتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو برکتیں اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو عطا فرماتا ہے ویسی ہی برکتیں حصہ رسدی ان مومنوں کو بھی عطا فرماتا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث کی بھی وضاحت کر کے اس کا مضمون سمجھایا جس میں ذکر ہے کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا بھول گیا اس نے جنت کا رستہ کھو دیا۔

ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ بہترین دنوں میں سے ایک ہے۔ اس کی وضاحت میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ کہا جائے کہ جمعہ چونکہ بہترین دن ہے اس لئے آدم کی پیدائش اس روز ہوئی تو پھر رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کیوں اس دن نہ ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ اسی لئے حدیث میں ہے کہ جمعہ بہترین دنوں میں سے ایک ہے۔ دوسرے یاد رکھنا چاہئے کہ اس جگہ جمعہ کا مفہوم اس سے بہت گہرا اور وسیع ہے جو ایک دن پر اطلاق پاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جمعہ ایک زمانے کا نام ہے اس میں جمعیت کا مفہوم ہے۔ جب اس دنیا پر اطلاق کریں تو ایک اور مضمون ابھرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس روز نفخ صور ہوگا یعنی تمام بنی نوع انسان کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی طرف بلایا جائے گا اور یہ نفخ صور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ مقدر تھا جس کے بارہ میں کثرت سے شواہد ملتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ایٹمی جنگ کے بغیر حقیقت میں غلبۂ اسلام ممکن نہیں۔ ایٹمی جنگ کے نتیجہ میں بڑی طاقتیں کچلی جائیں گی، ان کے تکبر توڑے جائیں گے۔ اس وقت وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی کے لئے ذہنی و نفسیاتی طور پر تیار ہونگے۔ یہ چونکہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں مقدر تھا اسلئے قرآن کریم میں ایٹم کے متعلق جو ذکر ہے وہ بھی اس زمانے پر اطلاق پا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جمعہ کے روز خاص طور پر جو درود بھیجنے کا ارشاد فرمایا ہے وہ یہی جمعہ کا روز ہے۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں کثرت سے درود بھیجنے کے نتیجہ میں ہم عالمی مصیبتوں سے بچائے جائیں گے اور اللہ کے فضل سے درود ہی کی برکت سے ساری دنیا میں اسلام پھیلے گا۔ پس کثرت سے درود بھیجو۔

حضور انور نے حدیث کے حوالے سے درود کے الفاظ کا ذکر فرمایا جو خود حضرت نبی کریمؐ نے صحابہ کو سکھایا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ" کے الہامی الفاظ میں جو دعا سکھائی گئی اس کے متعلق حضور علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کس طرح ایک موقعہ پر جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شدید بیمار تھے اور عزیز و اقارب کا خیال تھا کہ آپ کا آخری وقت آن پہنچا ہے اس الہامی دعا اور درود کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی حالات میں شفا عطا فرمائی۔ اس غیر معمولی شفا کے نشان میں اس دعا کا اعجاز شامل تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر درود پڑھنے والے کا درود دوسرے سے مختلف ہے۔ کوئی کس محبت، عشق اور گہرائی سے درود کو سمجھ کر بھیج رہا ہے یہ باتیں ہر شخص کے درود کو دوسرے کے درود سے ممتاز کر دیتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ کے دوسروں تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک روایت بیان فرمائی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی کو فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد دو نفل نماز اور پھر سو دو سو دفعہ استغفار اور پھر کم و بیش اس تعداد میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجو اور پھر جو دعا مانگنی ہے مانگو تو اللہ تعالیٰ حاجتوں کو نہیں اٹکاوے گا۔ یہ ایک نسخہ ہے حاجتوں کے حصول کا۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتائیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز کو سنوار کر پڑھو۔ کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اسی طرح آپ نے درود اور استغفار پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

اوپر نیچے ہو رہے ہیں۔ لیکن جونہی وہ میرے سامنے آئے میں نے انہیں بتایا کہ حضرت مصلح موعود خود پیغام دینے آئے ہیں کہ حصہ لینا بند کر دو۔ لیکن دو تین لوگ متردد تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تمہارے لئے اور کوئی چارہ نہیں یا تو تعاون کرو یا الگ ہو جاؤ۔ اسی صبح میں نے سیرالیون تمشیر سے فون کر دیا کہ خدا کا پیغام ہے کہ مکمل طور پر غیر جانبدار رہیں ورنہ جماعت سے الگ ہو جائیں۔

سوموار، ۸/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۳ جو ۹/مئی ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۹/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ملاقات کا وہ پروگرام نشر کیا گیا جو ۹/جون ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ ہوا تھا۔ نئے قارئین کے استفادہ کے لئے ایک دو روزمرہ پیش آنے والے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں۔

☆...... کیا عوام کی تحریک سے خلافت بن سکتی ہے ؟۔ حضور انور نے اس اہم سوال کا جواب بہت تفصیل سے دیا۔ آپ نے فرمایا عوام کی خلافت تو جمہوریت ہے اور وہ چل رہی ہے۔ اللہ اپنا خلیفہ خود بناتا ہے۔ اور تیسری خلافت وہ ہے جو خدا کے خلیفہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ چنانچہ تمام انبیاء کی خلافت کا خدا نے خود انتظام کیا جو خلیفۃ اللہ کے بعد ہوتا ہے۔ نبی کے وصال کے بعد خلافت کا قیام خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ہے اور اس کے لئے علاوہ اور شرائط کے خلافت پر ایمان رکھنا بھی ایک ضروری شرط ہے۔ حضور انور نے آیت استخلاف کے حوالے سے فرمایا کہ یہ بہت خوبصورت مضمون ہے کہ خدا سے خلافت پانے کے لئے اچھے اعمال کرنے پڑیں گے اور وہ تمہارے اندر سے خلیفہ بنائے گا جیسے آنحضرت ﷺ کے بعد خدا نے خلافت جاری فرمائی۔ وہ خلافت جو خدا کی طرف سے قائم ہوتی ہے وہ دین کی تمکنت کو قائم کرتی ہے۔ یہ علامت ہے خلافتِ حقہ کی۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ایک وقت میں دو خلیفہ نہیں ہو سکتے اس لئے بحث کا نچوڑ یہ ہے کہ خلافت حقہ کی تین نشانیاں ہیں۔ (۱) تمکنت دین، (۲) خوف کی حالت کو امن اور بے خوفی کی حالت میں بدل جائے گا، اور (۳) ملت واحدہ کا قیام۔ اور آیت کے آخر میں جس کفر کا ذکر ہے وہ خلافت کا کفر اور ناشکری ہے۔ تو اب بتائیں جب یہ لوگ خلیفۃ اللہ کا انکار کر بیٹھے ہیں تو خلافت انہیں کہاں سے ملے گی۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب نبی اللہ ظاہر ہوگا تو پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں نے مخالفین کو چیلنج کیا تھا کہ اگر تم واقعی اپنی نیتوں میں سچے ہو تو خدا سے دعا کر کے مسیح کو اتار لاؤ تو ہم تمہیں ایک کروڑ روپیہ انعام دیں گے۔ پھر ان سے یہ بھی پوچھو کہ تم کس طرح کی خلافت قائم کرو گے۔ خلیفہ سنّی ہوگا یا شیعہ یا بریلوی۔ حضور نے انسان کے ہاتھوں بنائی ہوئی خلافت کے ناممکن ہونے کے بارہ میں تفصیلی تجزیہ بیان فرمایا۔

درج ذیل سوالات بھی کئے گئے۔

☆...... شہادت کے رتبے کی کسوٹی کیا ہے ؟، ☆...... ملوکیت اور جمہوریت کی تعریف کیا ہے ؟، ☆...... گناہ کی کیا تعریف ہے ؟ وغیرہ وغیرہ۔

بدھ، ۱۰/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ اردو بولنے والے لوگوں کے سوال و جواب کا وہ پروگرام نشر کیا گیا جو ۱۶/جون ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا تھا۔

جمعرات، ۱۱/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۴ جو ۱۰/مئی ۱۹۹۴ء کو براڈکاسٹ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۲/مارچ ۱۹۹۹ء :

آج فرانسیسی بولنے والے احباب کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ملاقات کا وہ پروگرام نشر کیا گیا جو ۷/مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔ چند اہم سوالات حسب ذیل ہیں :

☆...... ۱۹۸۹ء میں حضور کو آسٹریلیا کے دورے کے دوران وہاں کے اصلی قدیم باشندوں سے بھی ملاقات کا موقعہ ملا۔ حضور از راہ کرم ان کے بارے میں تاثرات سے آگاہ فرمائیں۔ حضور نے فرمایا وہ وہاں کے اصلی قدیم باشندے ہیں۔ چرچ اور ماہر عمرانیات لوگوں نے جان بوجھ کر ان کے عقائد کو غلط پیش کیا ہے کیونکہ وہ ایک خدا کو مانتے تھے۔ ان لوگوں نے اُن کی تاریخ اور مذہب کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ بائبل کی تاریخ کے مقابلہ میں ان کی تاریخ کہیں زیادہ قدیم ہے۔ یعنی ۴۰ ہزار سال پرانی ہے اور بعض تو ۶۰ ہزار سال پرانی بتاتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ حیران کن بات ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے جزائر میں ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ رہتے تھے۔ کبھی ایک دوسرے سے ملتے نہ تھے۔ اور سب کی زبانیں بھی جدا جدا تھیں۔ اور تمام سکالرز ان کے ان حالات سے واقف ہیں اور اس کے باوجود وہ سب ایک خدا پر ایمان رکھتے تھے۔ جو ان ماہرین عمرانیات کو پسند نہ تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسی طرح عیسائیت کے آغاز میں بھی تثلیث کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

☆...... آج کل انجیل کے متبعین (Evangelical) لوگوں کو مذہب بدلنے کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہم کیا کریں ؟ حضور نے فرمایا آپ بھی جا کر سنیں اور زیادہ قوی دلائل کے ساتھ ان کو اسلام سے آگاہ کریں۔

☆...... حضور انور جب نیوزی لینڈ تشریف لے گئے وہاں آپ کی ملاقات موری (Mauri) لوگوں سے ہوئی۔ حضور سے ان کے حالات پر روشنی ڈالنے کی درخواست ہے۔ حضور انور نے فرمایا نیوزی لینڈ ایک الگ تھلگ ملک ہے جو موری لوگوں کا موروثی علاقہ ہے لیکن یہاں انہیں مٹایا نہیں گیا۔ جب میں وہاں گیا تو اکثر اہل کتاب تو دہریہ ہو چکے تھے۔ ٹی وی پر جب ان سے ایک کرسچین نے انٹرویو لیا تو حضرت عیسیٰ کے متعلق انہوں نے ایسی زبان استعمال کی کہ اسے سلمان رشدی کہا جا سکتا تھا۔ جب میں موری لوگوں سے ملنے گیا تو میں نے ان میں ایک مذہبی اتحاد کا احساس پایا اور وہ اپنے آپ کو کرسچین ہی کہتے ہیں۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ دراصل وہ اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں۔ دل میں عیسائی نہیں ہیں۔ میرا احساس تھا کہ وہ اسلام قبول کر سکتے تھے لیکن وہ اپنے بزرگوں اور لیڈروں کے بہت مطیع تھے اور سیاست کی وجہ سے سٹیٹ ریلیجن کے ساتھ چمٹے رہنا چاہتے تھے کیونکہ وہاں انہیں اعلیٰ ملازمتیں اور پوزیشن ملتی تھیں۔ جب میں نے انہیں اسلام کی تعلیمات بتائیں تو وہ متاثر تو ہوئے لیکن سطحی طور پر دلائل کو مانتے رہے۔ میں بڑے بڑے افسروں سے بھی ملا جو بہت مؤدب تھے۔ ان کا احترام کا نمایاں نشان ناک سے ناک ملا کر ملتا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی عزت ہماری عزت اور ہماری عزت آپ کی عزت ہے۔

☆...... قرآن مجید کی ۲۸ سورتیں مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے ؟

☆...... بچے کی پیدائش پر سر کیوں منڈوایا جاتا ہے ؟، ☆...... خائنة الاعين و ما تخفی الصدور کا کیا مطلب ہے ؟۔ حضور ایدہ اللہ نے تمام سوالات کے جواب عطا فرمائے۔

(مرتبہ : امتہ المجید چوہدری)

سرزمین ربوہ اور اس کے ماحول کا
تاریخی اور روحانی پس منظر

تعریف کے قابل ہیں یارب ترے دیوانے ☆ آباد ہوئے جن سے دنیا کے ہیں ویرانے

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

ابن خلدون اور اصول تعمیرات

فن عمرانیات اور فلسفہ تاریخ کے بانی علامہ ابن خلدون (۱۳۳۲ء۔۱۴۰۶ء) نے اپنی شہرہ آفاق تاریخ کے مقدمہ میں نئے شہروں کی تعمیر کے لئے متعدد اصول پیش کئے ہیں اور خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ ۱۶، ۱۷ ہجری (مطابق ۶۳۷-۳۸ء) میں ایک ساتھ آباد ہونے والے شہر کوفہ اور بصرہ ان اصولوں کا نہایت عمدہ نمونہ تھے۔ دونوں کا نقشہ یکساں تھا۔ دونوں کا آغاز خلیفہ رسول کی ہدایات اور حکم کے مطابق ابتداءً سرکنڈے کے کچے مکانات سے ہوا۔ جیسا کہ ابن خلدون، طبری، الفاروق وغیرہ کتب سے ثابت ہے۔ جب پختہ عمارتوں کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو سب سے پہلے مرکزی مسجد بنائی گئی جس کے ساتھ قصر امارت بھی تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے عہد فاروقی کے ان دونوں شہروں کا ذکر "منن الرحمٰن" میں فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ یہ انکشاف کرنے کے بعد کہ "بابل اسی سرزمین پر آباد تھا جہاں اب کربلا ہے"۔ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"باتفاق انگریز محققوں اور اسلامی محققوں کے یہ بات ثابت ہے کہ بابل جس کی آبادی کا طول دو سو میل تک تھا اور وہ اپنی آبادی میں شہر لنڈن جیسے پانچ شہروں کے برابر تھا...... عراق عرب کے اندر تھا اور جب وہ ویران ہوا تو اس کی اینٹوں سے بصرہ اور کوفہ اور ملہ اور بغداد اور مدائن آباد ہوئے اور یہ تمام شہر اس کی حدود کے قریب قریب ہیں"۔

(منن الرحمن طبع اول تصنیف ۱۸۹۵ء۔ اشاعت جون ۱۹۱۵ء قادیان)

حیرت انگیز بات

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ حضرت فضل عمرؓ کے مبارک ہاتھوں قائم ہونے والے شہر ربوہ کی تعمیر بھی اصولی طور پر قریباً انہی خطوط پر ہوئی جن کی نشان دہی حضرت عمرؓ کی ہدایات میں کی گئی تھی۔

سرزمین ربوہ کا تاریخی پس منظر کیا ہے؟۔ اس کا جواب قطعی ویقینی رنگ میں نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ اس امر کا سراغ آریوں کے عہد کی قدیم تاریخ ہی سے مل سکتا ہے۔ مگر ہندو لٹریچر کی بابت ڈاکٹر گستاولی بان جیسے فرانسیسی محقق وسیع مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہندوؤں میں ذوق تاریخ کے فقدان کا یہ عالم ہے کہ "ان ہزارہا جلدوں میں جو ہندوؤں نے اپنی تین ہزار سال کے تمدن میں تصنیف کی ہیں ایک واقعہ بھی صحت کے ساتھ درج نہیں۔ اس زمانہ کے کسی واقعہ کو معین کرنے کے لئے ہمیں بالکل بیرونی چیزوں (آثار قدیمہ) سے کام لینا پڑتا ہے"۔

ان کی قطعی رائے ہے کہ مہابھارت اور رامائن تک جو اس زمانہ کی یادگار ہیں مبالغہ سے مملو اور دور از کار باتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ ("تمدن ہند" مترجم صفحہ ۴۵ - ۲۰۱ طبع دوم ناشر مقبول اکیڈیمی لاہور ۱۹۶۲ء)

تاریخ قدیم

جہاں تک سرزمین ربوہ کا تعلق ہے تاریخ قدیم کے ہزاروں دبیزی پردوں کے باوجود بعض امور کو قریب قریب حقائق کا درجہ حاصل ہے۔ مثلاً ضلع جھنگ کے مشہور وقائع نگار جناب بلال زبیری صدر باہو اکیڈیمی جھنگ نے لالہ بال کشن نبرہ کی "تاریخ ملتان" کے حوالہ سے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ تیسری صدی قبل مسیح میں چنیوٹ پر ہی نہیں پورے مغربی پنجاب پر چندر گپت موریہ نے اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا اور اس میں چنیوٹ کے ایک برہمن مصنف اور دانشور چانکیہ کا بھاری عمل دخل تھا۔ چانکیہ نے سیاست مدن پر ارتھ شاستر نامی کتاب لکھی۔ چانکیہ پہلا ہندو مصنف ہے جس کی کتابوں کے ترجمے عربی میں عباسی خلیفہ مامون الرشید نے کرائے تھے۔

(تاریخ جھنگ صفحہ ۵۶، ۵۷۔ ناشر جھنگ ادبی اکیڈیمی جھنگ صدر، مؤلفہ جناب بلال زبیری صاحب۔ اشاعت ستمبر ۱۹۷۶ء)

ہندو دور میں چنیوٹ کی اس مرکزی اہمیت کے پیش نظر یہ خیال ہرگز خارج ازامکان قرار نہیں دیا جا سکتا کہ قدیم ہندو حکمرانوں نے چنیوٹ کے کنارے پر واقع دریائے چناب کے دوسرے کنارہ کو بھی اپنی تمدنی اور مذہبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنالیا ہوگا۔ اس قیاس اور خیال آرائی کی بھاری تائید ہندو ودوانوں کی ان روایات سے ہوتی ہے جو بقول بلال زبیری صاحب متحدہ ہندوستان میں مشہور تھیں اور ان کا ماخذ سنسکرت کے قلمی مخطوطے تھے۔ اس کی تفصیل جناب بلال زبیری صاحب کے ایک غیر مطبوعہ مکتوب سے ملتی ہے جو انہوں نے آج سے قریباً تیس برس پیشتر محترم حمید خلیق صاحب کے نام سپرد قلم کیا۔ افسوس وہ اسکے جلد بعد اس عالم فانی سے گزر گئے اور تاریخ کا یہ گوشہ تشنۂ تحقیق رہ گیا ذیل میں جناب بلال زبیری صاحب کے مکتوب کا مکمل متن ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم محترم خلیق صاحب۔ سلام احترام۔

مکتوب گرامی ملا۔ کتاب (تذکرہ اولیائے جھنگ کی طرف اشارہ ہے جو بلال زبیری صاحب کی تالیف ہے۔ناقل) کے بارہ میں جن جذبات کا جناب نے اظہار کیا ہے اس کا میں مستحق نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب کی ضرورت تھی اور یہ خدمت میرے ہاتھوں انجام ہوئی۔ الحمد للہ۔

اجھن نام کا تذکرہ پہلی بار میں نے ۱۹۴۲ء میں روزنامہ تیج دہلی کے ایک مضمون میں پڑھا۔ یہ مضمون ۲۶ / اگست ۱۹۴۲ء کے شمارہ میں لالہ جمنا داس اختر کے نام سے چھپا تھا اور انہوں نے اس مضمون میں مہابھارت (جنگ جس میں مہاراجہ کرشن کا اہم کردار تھا) کے حالات پر مشتمل سنسکرت کی عبارت اور ترجمہ دونوں پر شامل تھے مطالعہ میں آئے۔ وہ پرچہ میرے پاس محفوظ رہا لیکن ۱۹۵۰ء کے سیلاب میں ضائع ہو گیا تاہم اس کا قلمی اقتباس میری ذاتی ڈائری پر رہا۔ اسکے بعد حضرت احسان دانش کے ہاں سنسکرت کی ایک قلمی کتاب جس میں ہندوؤں کے ان مقدس مقامات کا ذکر تھا جو شمال مغربی پنجاب میں واقع تھے، دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ شاید یہ کتاب احسان صاحب (مشہور شاعر احسان دانش مراد ہیں۔ ناقل) کے ہاں موجود ہو۔ پھر ۱۹۵۶ء میں غالباً ربوہ میں ڈویژنل صحافیوں کا اجلاس ہوا جس میں میں شامل تھا اور آپ کے دوسرے خلیفہ میاں بشیر الدین محمود بھی تشریف فرما تھے۔ لائل پور کے ایک صحافی ایم ایم شیدا نے ایک مقالہ پڑھا تھا۔ اس میں بھی انہوں نے مختلف کتابوں کے حوالے سے بتایا تھا کہ **ربوہ کے مقام پر سکندراعظم کے حملہ سے پہلے سنسکرت یونیورسٹی تھی**۔ انہوں نے شہر یا یونیورسٹی کا نام ایجاھن بتایا تھا۔ اس اس کتاب کی ترتیب کے وقت جب مجھے ضرورت پڑی تو چوہدری سر شہاب الدین مرحوم، سابق سپیکر پنجاب اسمبلی لاہور کی مرتبہ تاریخ پنجاب کا ایک نسخہ جو خاصا ضعیف تھا مطالعہ میں آیا۔ انہوں نے شہر چنیوٹ کے بارے میں اس قدر لکھا کہ پہلا شہر دریا کے پار تھا وہ کسی بڑی جنگ میں تباہ ہو گیا اور برباد شدہ شہر و قلعہ کے آثار دریا کے پار موجود ہیں۔ بعد میں رانی چندن نے یہ شہر دریا کی دوسری طرف بسایا اور چندن وٹ سے چنیوٹ مشہور ہوا۔

اس کے علاوہ "ریسز آف پنجاب" پنجابی قبائل کے نام سے ایک کتاب چھ جلدوں میں ایک انگریز کرنل جو سیاح بھی تھا، نے لکھی ہے۔ یہ کتاب اب بھی گورنمنٹ کالج میانوالی کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس میں بھی اس قسم کی عبارت درج ہے۔ یہ کتاب تذکرہ اولیائے جھنگ کے چھپنے کے بعد مجھے ملی اس وجہ سے اس کا حوالہ درج نہیں ہو سکا۔ البتہ چند نئی چیزیں میرے علم میں آئی ہیں اور کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں اس کے مطابق بعض جگہ ترمیم کر دی گئی ہے۔ آپ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ملیں اور یا مجلس ترقی ادب کے رسالہ صحیفہ کا فائل تلاش کر لیں تو آپ کو وسیع معلومات مل جائیں گی۔ کتاب کے بارے میں مشورہ کا محتاج۔ آپ کا مخلص بلال زبیری جھنگ صدر۔

مولانا ابوالعطاء صاحب کی خدمت میں سلام عرض کر دیں"۔

(اصل مکتوب راقم الحروف کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے)

قدیم مسلم تاریخ

قدیم مسلم عہد حکومت سے متعلق بھی دو روایات ہمارے سامنے آتی ہیں جن میں سرزمین ربوہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

پہلی روایت: جناب ڈاکٹر عبدالحمید خان ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔ رائل پاکستان نیوی اپنی محققانہ تالیف "محمد بن قاسم پاکستان میں" کے صفحہ ۲۱ تا ۲۳ میں رقمطراز ہیں:

"چند رودیا چنیوٹ دریائے چناب کے کنارے ایک بہت ہی قدیم شہر ہے اور جس وقت عرب فوج نے اس شہر پر حملہ کیا ایک ہندو راجہ یہاں حکمران تھا...... عرب فوج کے تقریباً ۱۰۰ سپاہی چنیوٹ کے فتح کرنے میں کام آئے۔ ان شہیدوں کا قبرستان اب تک چنیوٹ کے باہر موجود ہے۔ چندرودیا چنیوٹ ریاست عسیفان کا دارالخلافہ تھا...... اس شہر چنیوٹ کے قریب سندھ سے کشمیر جانے والے مسافر دریائے چناب کو عبور کرتے تھے کیونکہ **چنیوٹ سے کشمیر جانے کے لئے راستہ بالکل سیدھا تھا جو پنج مہات یا جہلم میں سے گزرتا تھا۔ اس لئے عرب جرنیل محمد بن قاسم چنیوٹ سے جہلم اور پھر کشمیر گیا** ...... کیونکہ محمد بن قاسم نے چچ کے بیٹے راجہ داہر کی سلطنت کو فتح کیا تھا اس لئے وہ سندھ کی اس حد تک پہنچنا چاہتا تھا جو کشمیر کو سندھ سے جدا کرتی تھی...... محمد بن قاسم نے نصف کشمیر فتح کیا...... کشمیر سے واپسی پر جیسا کہ چچ نامہ میں بتایا گیا ہے محمد بن قاسم اودھے پور پہنچا......"۔ (صفحہ ۲۱ تا ۲۳ مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس کراچی)

یاد رہے افواج اسلامی کے سپہ سالار محمد بن قاسم نے دیبل کے مقام پر راجہ داہر کو جون ۷۱۱ء میں شکست دی۔ راجہ داہر مارا گیا جس کے بعد محمد بن قاسم اسلامی پرچم لہراتے ہوئے شہر پر شہر فتح کرتا ہوا ملتان پہنچا جہاں راجہ داہر کے چچازاد بھائی کی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا لیکن بالآخر وہ بھی قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ملتان اور اس کا ارد گرد علاقہ بھی مسلم حکومت کے زیر نگیں آ گیا۔

دوسری روایت: "سرزمین جھنگ" کے مولف جناب پروفیسر سمیع اللہ قریشی گورنمنٹ کالج جھنگ نے سرزمین ربوہ سے متعلق روایت درج ذیل الفاظ میں بیان کی ہے۔

"دوسری کہانی کا تعلق جھنگ کے شہر چنیوٹ سے ہے۔ جہاں شہر سے لپٹا ہوا دریائے چناب گزر رہا ہے۔ **جس کے دوسرے کنارے**

پر کلر اٹھی زمین میں سیاہ پتھروں کی چٹانیں سایہ کرتی ہیں اور ان کے دامن میں محمود غزنوی کے سپاہیوں سے مقامی ہندوراجہ کی خونریز جنگ ہوئی اور گمنام شہیدوں کا ایک سلسلہ بھی ان چٹانوں کے دامن میں آج بھی بیان کیا جاتاہے جہاں بے آبادی کے زمانے میں مسافروں کو صبح کی اذان کی آواز سنائی دیا کرتی تھی ۔ اس لوک کہانی میں اسلام کا بیج کا شت ہوتا ہے "۔(صفحہ ۱۳،ناشر فکشن ہاؤس ، ۱۸ مزنگ روڈ لاہور ۱۹۹۸ء)

مسلم حکومت کا ہزار سالہ دور

سرزمین ربوہ اور اس کے ماحول یعنی موجودہ ضلع جھنگ نے بڑے بڑے سیاسی اور تہذیبی اور تمدنی انقلابات دیکھے ہیں۔ ۱۸۴۸ء میں یہ ضلع برطانوی عملداری میں آیا اور اس کا پہلا انگریز ڈپٹی کمشنر (مئی ۱۸۴۹ء تا فروری ۱۸۵۰ء) جی۔ڈبلیو ہملٹن (G.W.Hamilton) تھے۔ ۱۸۶۱ء میں ضلع جھنگ کو انتظامیہ نے موجودہ تین تحصیلوں میں تقسیم کیا جو اب تک قائم ہے۔(District & State Gazetters جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۳۰،۲۳۱ ۔ناشر ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان)۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور طبع دوم ،مئی ۱۹۸۳ء، ربوہ جس خطہ پر آباد ہوا وہ بندوبست کے سرکاری کاغذات میں چک ڈھگیاں سے موسوم ہے اور ۱۰۳۴ ایکڑ پر مشتمل ہے۔

بلال زبیری کی تالیف " تاریخ جھنگ" سے پتہ چلتاہے کہ سلطان محمود غزنوی نے یہ علاقہ ایاز کی عملداری میں دے دیا تھا۔ قطب الدین ایبک نے اسے اپنی ریاست ملتان میں شامل کر لیا۔ ازاں بعد شیر شاہ سوری اور اکبر جیسے بادشاہوں کے زیر نگیں آگیا۔ یہی وہ سنہری دور ہے جس میں سرزمین ربوہ سے متصل چناب کے دوسرے کنارے پر حضرت شاہ بو علی قلندرؒ (۱۲۰۶ء تا ۱۳۲۴ء) ساڑھے سات سال محو عبادت رہے۔ ان کی چلہ گاہ اور حجرہ آج بھی مرجع خواص وعام ہے۔(ساندل بار صفحہ ۲۵۴ مولفہ جناب احمد غزالی ، ناشر فیروز سنز لاہور) ۔

اس سے بڑھ کر تعجب خیز اور پراسرار بات یہ ہے کہ ربوہ کے ماحول میں بہت سے ایسے اولیاء اور مبلغین و داعیان اور سلسلہ رشدو ہدایت کے بلند پایہ بزرگ آسودہ خاک ہیں جنہوں نے جھنگ میں اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں اور لاکھوں قلوب میں عشق رسولِ عربیؐ کی شمع روشن کر ڈالی جس کے اثرات صدیوں بعد آج بھی محسوس ہوتے ہیں۔ یہ سب اہل اللہ آسمانِ دعوت وارشاد کے درخشندہ اور تابندہ ستارے تھے۔

ذیل میں ماحولِ ربوہ کی بعض مشہور اور قدیم بزرگ شخصیتوں کی ایک ناتمام سی فہرست درج کی جاتی ہے :

☆......**چنیوٹ:** حضرت شاہ اسمٰعیل بخاریؒ، حضرت شاہ برمان بخاریؒ، حضرت شیخ حسین شاہ قریشیؒ، حضرت میاں حماند متھرومہ۔

☆......**لالیاں:** حضرت مولوی محمد صدیق صاحب لالیؒ۔

☆......**شیخ بہلول تحصیل چنیوٹ:** حضرت شاہ بہلولؒ (سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ حسینؒ لاہور کے مرشد)۔

☆......**محمدی شریف:** حضرت میاں محمدیؒ۔

☆......**موضع برخوردار نزد بھوانہ :** حضرت حافظ برخوردارؒ۔

☆......**رجوعہ:** حضرت شاہ دولتؒ (سادات رجوعہ کے مورث اعلیٰ)

☆......**جھنگ شہر:** سید محبوب حضرت شاہ جیونہ کروڑوی نقویؒ، حضرت نور شاہ (مداریہ سلسلہ کے بزرگ)، حضرت سید امان اللہ شاہؒ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ولادت سے ایک سال قبل واصل بحق ہوئے)

☆......**جھنگ صدر۔ چوک بازار:** حضرت حافظ علی محمد نقشبندیؒ۔

☆......**نہنگ آباد:** حضرت شاہ صادقؒ۔

☆......**پیر کوٹ سدھانہ:** حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی ثانیؒ۔

☆......**ماڑی شاہ سیخرا:** حضرت شاہ صغیرؒ۔

☆......**شور کوٹ:** حضرت غازی پیرؒ (محمد بن قاسم کی فوج کے ایک سپاہی)، سلطان العارفین ندوۃ السالکین حضرت سلطان باہوؒ۔

☆......**بدھ رجبانہ تحصیل شورکوٹ:** حضرت شاہ خلیل شیرازیؒ۔

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "تذکرۃ الاولیاء جھنگ" از بلال زبیری، "سرزمین جھنگ" از پروفیسر قریشی سمیع اللہ ۔ "ساندل بار" از احمد غزالی)۔

ان صاحب کمال بزرگوں میں حضرت سلطان باہوؒ (۱۶۲۹ء تا ۱۶۹۱ء) اور شیخ محمد بہلول (۱۵۱۵ء تا ۱۶۳۰ء) کو نہایت ممتاز اور منفرد مقام حاصل ہے۔

حضرت سلطان باہو کے صوفیانہ کلام نے نہ صرف جھنگ بلکہ مغربی پنجاب پر گہرے اثرات اور نقوش چھوڑے ہیں۔ آپ قریباً ۱۴۰ کتب کے مؤلف تھے۔ شہرت " ابیات باہو" سے پائی۔ آپ کے کمالات روحانی کا اندازہ لگانے کے لئے صرف ایک اقتباس آپ کی پر معارف تحریرات میں سے ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں :

"حضرت سرور کائنات ﷺ اس فقیر کو باطن میں اپنے حرم محترم کے اندر کمال شفقت اور مرحمت سے لے گئے اور حضرت امہات المومنین حضرت فاطمہ الزہرہؓ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے اس فقیر کو دودھ پلایا اور آنحضرت صلعم اور امہات المومنین نے مجھے اپنے نوری حضوری فرزند کے خطاب سے سرفراز فرمایا"۔

(حق نمائے اردو ترجمہ نورالھدیٰ تصنیف لطیف حضرت سلطان باہو قدس اللہ العزیز صفحہ ۲۲۵ حاشیہ۔ ناشر عرفان منزل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان طبع پنجم ۱۹۷۶ء)

حضرت شیخ محمد بہلولؒ سلطنت خداداد میسور کے آخری تاجدار سلطان شہید ابوالفتح فتح علی ٹیپو رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۵۲ء تا ۴ر مئی ۱۷۹۹ء) کے جدّ امجد تھے جیساکہ جناب بلال زبیری نے اپنی کتاب "تاریخ جھنگ" صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۵ میں ناقابل تردید شواہد و دلائل سے ثابت کیاہے۔ سلطان ٹیپو کا یہ آخری فقرہ قیامت تک سنہری حروف میں لکھا جائے گا کہ "**گیدڑ کی صدسالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی اچھی ہے**"۔ سلطان ٹیپو کے سوانح نگار اور جنوبی ہند کے نامور مؤرخ جناب محمود خاں بنگلوری کی تحقیق کے مطابق سلطان المجاہدین ٹیپو نے اپنی فوج کا نام **جماعت احمدی** اور سونے کے شاہی سکے کا نام **احمدی** رکھا۔ انہوں نے ایک نیا اسلامی کیلنڈر بھی جاری کیا جس کے پہلے مہینہ کا نام احمدی تجویز فرمایا۔ یہی نہیں بلکہ اپنے دارالسلطنت سرنگاپٹم کی مسجد کو **مسجد احمدی** سے موسوم فرمایا۔

(تاریخ سلطنت خداداد میسور صفحہ ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۶، ۴۹۹ اور ۵۹۷ ۔ مؤلفہ محمود خان بنگلوری ۔ پبلشر ز یونائٹڈ لاہور۔ طبع چہارم ۱۹۳۷ء)

حضرت سلطان باہوؒ کو بھی احمدی کا مبارک نام بہت محبوب تھا۔ آپ کی عارفانہ تحریرات سے اس ضمن میں ایک نمونہ ملاحظہ ہو :

"جب نور احدی نے ......اپنے حسن کے جلوہ مصفا...... کو ذریعہ بنایا (تو) اس شمع جمال نور احمدی ﷺ پر کونین پروانہ وار جل مٹے (نور ذات نے) نقاب **میم احمدی پہن کر صورتِ احمدی ﷺ اختیار کی**"۔

(ترجمہ رسالہ "روحی شریف" صفحہ ۷ تصنیف لطیف حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ ۔ ناشر نوری کتب خانہ لاہور)

لفظ "احمدی" کی یہ ترویج واشاعت آسمانی تحریک کی بدولت ہو رہی تھی کیونکہ حضرت سلطان باہو کی ولادت سے بھی قریباً اٹھارہ سال پیشتر حضرت مجدد الف ثانی (وفات ۱۰ر دسمبر ۱۶۲۴ء) کو الہاماً بتلایا جا چکا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ رحلت کے ایک ہزار اور چند سال بعد حقیقتِ محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقتِ کعبہ کے مقام میں متحد ہو جائے گی۔" **اس وقت حقیقتِ محمدی کا نام حقیقتِ احمدی ہو جائے گا**"۔

(مبداء و معاد۔ ترجمہ صفحہ ۲۰۵ تصنیف اما م ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ۔ تالیف ۱۰۰۹ھ مطابق ۱۶۱۱ء ۔ ناشر ادارہ مجددیہ ۵/۲ ایچ ناظم آباد نمبر ۳ کراچی)

آفتابِ احمدیت کی ضیاء پاشیاں مطلع ضلع جھنگ پر

امام عالی مقام حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵ء ۔ ۱۹۰۸ء) نے ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لی۔ اس موقع پر چالیس بزرگوں نے شرف بیعت حاصل کیا۔ دوسرے روز جھنگ کے ایک مغل خانوادہ کے چشم و چراغ مرزا خدا بخش صاحب (مترجم چیف کورٹ لاہور) داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔

اگلے سال تحصیل چنیوٹ کی ایک بستی بُرجی لون کے میاں محمد دین صاحب ولد پٹھانا ۱۹ از مئی ۱۸۹۰ء کو اور ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۰ء کو چنیوٹ کے ایک اصل باشندہ میاں نور احمد صاحب اس پاک جماعت سے وابستہ ہوئے۔ آپ ان دنوں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں کلکتہ میں محلہ کوہلوٹولہ کوٹھی نمبر ۳ میں مقیم تھے۔

دسمبر ۱۸۹۵ء میں حضرت امام الزمان کی خدمت اقدس میں جو مخلص مرید فیض صحبت اٹھا رہے تھے ان میں خدا بخش صاحب ماڑوی ضلع جھنگ بھی تھے۔ (نورالقرآن نمبر ۲ مطبوعہ دسمبر ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۸)

اسی زمانہ میں چنیوٹ کے ایک خدارسیدہ بزرگ شیخ عطا محمد صاحب (تاجر واسٹام فروش) کو قبول حق کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے ۳۱۳ اصحاب کی تاریخی فہرست میں ۲۴۱ نمبر پر آپ کا اسم گرامی رقم فرمایا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۴ اشاعت جنوری ۱۸۹۷ء) ۔

اس فہرست میں نمبر ۴۲ پر میرزا خدا بخش صاحب جھنگ کا نام بھی درج ہے ۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں مولوی عمر الدین صاحب کوٹ محمد یار تحصیل چنیوٹ اور مئی ۱۸۹۷ء میں مولیٰ بخش صاحب ولد شیخ جھنڈا مقیم چنیوٹ مبایعین میں شامل ہوئے۔ حضرت صاحب نے اشتہار ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء میں اپنے ایک مرید مولوی عبدالرحمٰن صاحب ملازم دفتر جھنگ کا ذکر فرمایاہے۔

ان سابقون الاوّلون کے بعد حضرت امام الزمان کی حیات طیبہ میں ضلع جھنگ کے جن بزرگوں کو نعمت احمدیت میسر آئی ان میں سے مندرجہ ذیل اصحاب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱...... حکیم محمد زاہد صاحب شورکوٹ (الحکم ۱۷ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶ پر آپ کا نام نو مبایعین میں مذکو ر ہے)

۲...... الحاج تاج محمود صاحب (سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی جیسے مشہور عالم مخیر بزرگ کے محترم چچا) غالباً ۱۹۰۲ء میں امام وقت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔(تابعین اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۲۷،۲۸ ۔ مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ اشاعت اگست ۱۹۸۲ء مطبوعہ راما آرٹ پریس امرتسر)

۳...... مولوی تاج محمود صاحب ساکن لالیاں جو ۹ر اگست ۱۹۰۴ء کو حضرت اقدس کی خدانما مجلس میں شامل ہوئے اور حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضور نے انہیں ہدایت فرمائی کہ "دعا کرتے رہو اور کراتے رہو اور ایک کارڈ روزانہ لکھ دیا کرو کہ دعا یاد آجایا کرے۔ طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتاہے ثواب

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خدا کے بندوں سے پیار کرنا سیکھو چاہے دل میں یہ نیت ہو کہ اللہ مجھ سے پیار کرے

اگر خدا کے بندوں سے پیار کروگے تو اللہ ضرور پیار کرے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۵ر فروری ۱۹۹۹ء بمطابق ۵ر تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم-- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

گزشتہ خطبے میں بیوگان، یتامیٰ، مجبور، محصور عورتوں اور بچوں پر رحم کی تعلیم کے تعلق میں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کی روشنی میں ایک مضمون شروع کیا گیا تھا جو میں سمجھتا ہوں کہ اس خطبے میں بھی جاری رہنا چاہئے کیونکہ اس کے کچھ پہلو ابھی قابل ذکر باقی تھے۔

سب سے پہلے تو میں ان لوگوں کا ذکر کرتا ہوں جو اپنے دل کی سختی کی شکایت کرتے ہیں۔ کئی دفعہ لوگوں کو جب سمجھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم چاہتے تو ہیں نرمی کرنا مگر ہمارے دل میں ایک سختی ہے جس پر قابو پانا مشکل ہے تو ان کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ نصیحت کام دے سکتی ہے جو مسند احمد بن حنبل سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی سخت دلی کی شکایت کی۔ دیکھیں کوئی پہلو بھی ایسا باقی نہیں قیامت تک کے لئے جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے روشنی نہ ڈالی ہو اور کوئی مشکل ایسی نہیں جس کا حل نہ تجویز فرمادیا ہو اور وہی حل بہترین ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تجویز فرماتے ہیں۔ "اپنی سخت دلی کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم پڑ جائے تو مسکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر دستِ شفقت رکھ"۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ براہ راست جب دکھ سے واسطہ پڑتا ہے اور دکھ دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو دل کی سختی از خود دور ہو جاتی ہے۔ یہ بہت ہی عجیب نسخہ ہے جس کی طرف عام طور پر دھیان نہیں جاتا۔ گھر میں اگر کوئی اپنی عورتوں سے اور بچوں سے زیادتی کرتا ہے تو اس کے دل کی سختی کا علاج باہر کے یتیم اور باہر کے ضرورت مند کے سر پر دستِ شفقت کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ اگر وہ باہر کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے، کسی مسکین کو کھانا کھلاتا ہے تو اسے از خود دل میں ایسے لوگوں کے لئے ہمدردی پیدا ہو جائے گی اور اپنے گھر میں بھی جب کمزوروں سے وہ تعلق قائم کرے گا یعنی گھر کے کمزوروں سے تو ظاہر بات ہے کہ یہ تجربہ جو مسکین کو کھانا کھلا کر خوشی محسوس کرنے کا تجربہ ہے اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے سے جو طبعی طور پر دل میں ایک کشادگی پیدا ہوتی ہے اس سے اس کے اندرونی اصلاح ہو جائے گی۔ یہ بہت گہرے نفسیاتی نکتے ہیں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا آپ کو دنیا کے کسی روحانی طبیب کے نسخوں میں نہیں ملیں گے۔

ایک اور روایت سنن ابی داؤد سے لی گئی ہے اور حضرت معاویہ القشیری کی روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ ہماری عورتوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ عورتوں سے ہمیں کیا سلوک کرنا چاہئے۔ فرمایا اس میں سے انہیں کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور جو تم پہنتے ہو اسی جیسا انہیں بھی پہناؤ۔ یہ تو نہیں کہ گھر میں پھٹے پرانے کپڑے پہنے عورت پھرتی ہو اور چونکہ اس نے باہر نہیں جانا اسلئے پتہ بھی نہ لگے کسی کو کہ گھر میں کیا پہن رکھا ہے اور باہر جب انسان پھرے تو سوٹڈ بوٹڈ اور جس طرح بھی سج دھج کے جاسکتا ہے ویسا جائے۔ فرمایا ویسا ہی پہناؤ یعنی یہ مطلب نہیں کہ جو مردوں والے کپڑے ہیں پہناؤ، مطلب یہ ہے کہ اچھے کپڑے پہنتے ہو تو گھر میں بھی عورتوں کو اچھے کپڑے پہناؤ اور انہیں نہ مارو اور برا بھلا بھی نہ کہو۔

عام طور پر لوگ جو قرآن کریم کی تعلیم میں بعض حالات میں مارنے کی اجازت کا ذکر ملتا ہے اسکا غلط استنباط کرتے ہیں اور ان کے ہاتھ کھل جاتے ہیں۔ فرمایا ان کو نہ مارو اور ان کو برا بھلا بھی نہ کہو اور اُن کی غلطیاں نہ پکڑا کرو کہ ہر وقت تلاش رہے کہ کوئی غلطی کرے تو بتاؤ کہ تم نے یہ غلطی کی ہے۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب النکاح)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک روایت ملتی ہے اور اس کا تعلق ایک وسیع علاقے سے ہے۔ صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی دی تو میں اہل عراق کی بیواؤں کو ایسی حالت میں چھوڑوں گا کہ انہیں میرے بعد کسی اور آدمی کی محتاجی نہ رہے گی۔ اب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس ملک عراق پر نظر تھی اور جس کی بیواؤں اور یتیموں کے لئے آپ نے ایک ایسا نظام جاری فرمایا آج وہی عراق ترس رہا ہے ایک "عمر" کو ترس رہا ہے اور یہ حال سب دنیا میں پھیلا پڑا ہے بیواؤں اور یتیموں کا کوئی والی اور کوئی سہارا دینے والا باقی نہیں رہا۔

تو یہ حدیث خصوصیت کے ساتھ میں آپ کے سامنے اس لئے رکھنا چاہتا ہوں کہ اہل عراق کو اور وہاں کے مظلوم بچوں اور عورتوں اور بیواؤں اور یتامیٰ اور ان سب کو جو بہت مصیبت میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان سب کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کا کوئی سامان کرے ورنہ ان پر بہت زبردست اور ظالم مسلط ہو چکے ہیں ان کے ظلم سے بچانے کے لئے ہمارے پاس اور کوئی راہ نہیں سوائے اس کے کہ دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

جس ملک میں بیواؤں، یتامیٰ اور مساکین کا خیال نہ رکھا جائے اس ملک کا حال تو وہی ہوتا ہے جو سعدی نے بوستان میں کہا ہے کہ وہ چراغ جو ایک بیوہ عورت نے جلایا تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اس سے ایک شہر جل گیا۔ بڑی پر حکمت بات ہے ایک بیوہ عورت نے چراغ جلایا وہ کون سا چراغ جلاتی ہے جس سے شہر جل جاتا ہے اس کے دل کا دکھوں کا چراغ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ اپنے گھر میں چراغ جلایا اس سے شہر جل گیا۔ گھر کے چراغ سے تو اس کا گھر ہی جل سکتا تھا مگر اس نے دل میں ایک دُکھ کا چراغ جلایا ہے تو تم نے دیکھا ہوگا کہ اس سے سارا شہر جل گیا۔ تو اب تو شہروں کی باتیں نہیں ملکوں کی باتیں ہیں۔ **ایسے ملک جن میں بیواؤں، یتیموں کی آہیں بلند ہو رہی ہیں، مسکینوں اور غریبوں کی آہیں بلند ہو رہی ہیں، خود سوزیاں کرتے ہیں بھوک سے نڈھال ہو کر اور تڑپ کر اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ ان سے سارا ملک اگر جل نہ جائے تو کیا ہو۔** سارے ملک کو ان کی آہیں آگ لگادیں گی اور لگا رہی ہیں اور کوئی سمجھنے والا نہیں، کوئی دیکھنے والا نہیں۔ اس کے لئے اہل دل ہونا ہی کافی نہیں اہل بصیرت ہونا بھی ضروری ہے۔ اہل دل تو اس غم میں جلتے ہیں لیکن اہل بصیرت اس کی تدبیریں بھی سوچتے ہیں۔

اور اسی پہلو سے جماعت احمدیہ کو میں نصیحت کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہتا ہوں کہ اہل دل ہی نہ ہوں اہل بصیرت بھی بنیں اور اپنے اردگرد کچھ ماحول کو تو روشن کریں جس سے روشنی پاکر پھر آہستہ آہستہ وہ روشنی باقی جگہ پھیلنی شروع ہو جائے۔ یہ نصیحت آپ کو پہلے بھی کی تھی اب پھر میں دوبارہ اس بات کی تکرار کر رہا ہوں کہ جس ملک میں بھی احمدی دیکھیں کہ بھوکوں، پیاسوں، غریبوں، یتیموں کی پرورش کرنے والا، ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا کوئی نہیں وہ خود اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لیں اور ان کے اردگرد ایک روشنی کا چراغ روشن کر دیں۔ بعض دفعہ اس کے نتیجے میں اگرچہ انسان کی توفیق تھوڑی بھی ہو خدا تعالیٰ کے فضل سے نتائج بہت اچھے نکل آتے ہیں اور بڑے وسیع نتائج نکلتے ہیں۔

اور اس ضمن میں ایک بات میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جب میں یتامیٰ کی بات کرتا ہوں تو اردو محاورے میں یتیم محض ایسے شخص کو نہیں کہتے جس کا باپ نہ ہو بلکہ ایسے شخص کو بھی نہیں کہتے جو چھوٹا ہو اور غیر شادی شدہ ہو۔ یتیم ایک اردو محاورہ ہے اور اس محاورے کے پیش نظر بعض دفعہ شادی شدہ مرد کو بھی

یتیم کہہ دیتے ہیں اور بعض عورتیں جو شادی شدہ ہوں، بچوں والی ہوں ان کو بھی، یتیم سی عورت ہے بیچاری تو بیوہ تو نہیں کہیں گے اس کو لیکن یتیم کہہ دیا جاتا ہے۔ تو یتیم کا لفظ وسیع الاثر ہے، وسیع المعانی ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ عورتیں ہی نہیں مظلوم ہوتیں مرد بھی مظلوم ہوتے ہیں اور ایسے مظلوم ہوتے ہیں جن کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ بیچارہ یتیم سا گھر میں پڑا ہوا ہے اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یتیمی ایک اندرونی کمزوری کا نام ہے دراصل یعنی اردو میں جب لفظ یتیمی کا استعمال دیکھیں گے تو اندرونی طور پر ایک کمزوری ہے جس کے نتیجے میں یُتم پیدا ہوتا ہے۔

تو مرد عورتوں پہ ظلم کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور اس سلسلے میں میں خطبات دیتا رہتا ہوں لیکن بعض مرد کہتے ہیں کہ ہمارا بھی تو ذکر کرو، ہم پر بھی تو ظلم ہوتا ہے اور ایسے بیچارے لوگ ہیں جو واقعۃً گھر سے باہر زندگی زیادہ سے زیادہ کاٹتے ہیں کیونکہ گھر جانا ان کے لئے مصیبت بن جاتا ہے۔ اسی ضمن میں ایک لطیفہ بھی بیان ہوا ہے کہ ایک شخص اپنے دوست کو بتا رہا تھا کہ میرا کتنا کام ہے اس نے کہا دیکھو اتنے گھنٹے میں دفتر میں صرف کرتا ہوں، اتنے گھنٹے فلاں دکان پر ملازمت کرتا ہوں، اتنے گھنٹے فلاں کام کرتا ہوں، اتنے گھنٹے فلاں جگہ کام کرتا ہوں تو گھر کے لئے دو چار گھنٹے صرف بچتے تھے تو اس نے بڑے تعجب سے کہا کہ تمہیں آرام کا کوئی وقت نہیں ملتا۔ اس نے کہا یہی تو آرام کا وقت ہے جب گھر سے باہر میں خرچ کرتا ہوں وقت یہی تو میرے آرام کا وقت ہے گھر تو ایک عذاب ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں بیچارے جن کی بیویاں ظالم ہوتی ہیں اور ان کے لئے گھر جانا ایک مصیبت بن جاتا ہے۔

تو لفظ یتیم کو ان عام اور وسیع معنوں میں میں جب دیکھتا ہوں تو اس پہلو سے بھی بہت سی نصیحت کی باتیں ہیں جو جماعت کے سامنے کرنی چاہئیں۔ اول تو وہ مرد جن کا یہ حال ہو ان کی آپ مدد براہ راست کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ ان کے اندر ایک دفعہ جب کمزوری پیدا ہو چکی ہو تو اس کا پھر کوئی علاج نہیں۔ ایسے مردوں کے اوپر بیویوں کو دھونس جمانے کے سوا اور کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا اور ان کی اندرونی کمزوری ہے جس کا علاج ممکن نہیں ہے۔ شروع شادی میں تو ہو سکتا تھا لیکن جب ایک لمبے عرصے تک ایک عورت کے سامنے مرد آنکھ نہیں اٹھا سکتا تو وہ آنکھیں پھر اٹھنے کے قابل ہی نہیں رہتیں ہمیشہ یہی حال رہتا ہے اور اس ضمن میں ساری دنیا کا ادب بھرا ہوا ہے لطیفوں سے اور کہانیوں سے کہ ایسی عورتیں جو خاوندوں پر دندناتی پھرتی ہیں ان کے خاوند بیچارے کیسی زندگی بسر کرتے ہیں۔

ہمارے اپنے تجربے میں بھی ایسے بہت سے احباب ہیں جن کا یہی حال ہے بیچاروں کا۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں عورت خوش کبھی نہیں رہتی اس لئے یہ نصیحت میں خاوندوں کو کرنے کی بجائے عورتوں کو کر رہا ہوں۔ خاوند بے چارے تو بے اختیار ہیں۔ اب ان کے ہاتھ سے معاملہ آگے نکل چکا ہے، کچھ بھی نہیں کر سکتے سوائے یتیمی کے رونے کے ان کے پلے کچھ نہیں رہا باقی لیکن عورتوں کو خود اپنا خیال کرنا چاہئے۔ میں نے گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے ایسی عورتیں کبھی بھی خوش نہیں رہتیں۔ نہ ان کی اولادیں خوش رہ سکتی ہیں نہ ان کی اولادوں کی تربیت ہو سکتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے مرد کو قوام بنایا ہے جس بیچاری عورت کا مرد قوام نہ ہو وہ اس طرح اندرونی غصے نکالتی ہے لیکن اس کی کچھ پیش نہیں جاتی۔

تو عورتوں کو چاہئے کہ ہوش کریں اور ایسے لوگوں کی عزت کریں، ان کے ساتھ عزت سے پیش آئیں، اپنے گھر کو ان کے لئے جنت بنائیں۔ اگر وہ اپنے گھر کو خاوندوں کے لئے جنت بنائیں گی تو ان کے پاؤں تلے ان کے بچے بھی جنت حاصل کریں گے۔ **اگر خاوندوں کے لئے وہ اپنے گھروں کو جنت نہیں بنائیں گی تو ان کے پاؤں تلے سے بچوں کے لئے جہنم تو مل سکتی ہے، ان کو جنت نصیب نہیں ہو سکے گی۔** کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایسی ماؤں کے بچے گستاخ ہو جاتے ہیں جن کی مائیں خاوند سے گستاخ ہوں۔ ان کے بچے صرف باپ سے ہی گستاخ نہیں ہوتے بلکہ ماں سے بھی گستاخ ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ سوچ کر، غور کے بعد میں نے یہی سمجھا ہے کہ ایسے خاوندوں بیچاروں کو تو میں نصیحت نہیں کر سکتا، ان کا یتم تو اب موت ہی دور کر سکتی ہے۔ لیکن عورتوں کو نصیحت کرنی چاہئے اور ان کی بھلائی میں ہے یہ بات۔

دوسرا پہلو ایک خاص طور پر عورتوں کی طرف توجہ کا یہ ہے کہ وہ سارا جماعتی نظام سے ہی تعلق رکھتا ہے کہ عورتوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ **اپنے نظام جماعت کو بیواؤں کی شادی کی طرف توجہ دینی چاہئے** ورنہ بعض دفعہ شفقت کے ہاتھ کی بجائے ظالم کا ہاتھ عورت کے سر پہ چلا جاتا ہے۔ بیواؤں کے متعلق اسلامی فقہ کی رُو سے ان کو اپنی ذات میں ایک آزادی حاصل ہوتی ہے۔ ان کا کوئی اور دوسرا ولی نہیں ہوتا وہ خود ہی اپنا ولی ہوتی ہیں اور ایسے بھیڑئے بھی ہیں جو بھیڑوں پر ہاتھ رکھنے کی بجائے جیسا کہ ظاہر ہے، وہ ہاتھ رکھنے کے بہانے ان کا خون چوس جاتے ہیں۔

تو قرآن کریم نے اس کا جو حل پیش کیا ہے جو بیواؤں کے نکاح کے متعلق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیواؤں کو نکاح کرنے چاہئیں اور بیواؤں کے نکاح کرلیا کرو۔ لیکن اس راہ میں ہمارے ملک کا معاشرہ حائل ہوا ہوا ہے۔ بدقسمتی سے بیوہ کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اگر بیٹھی رہے اپنے خاوند کے نام پر تو یہی اس کے لئے بہتر ہے۔ یہ ظلم ہے اور یہ فضا ظلم ہے جس فضا میں ایسی عورت دم لیتی ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ میرا بیٹھا رہنا میری عزت کی نشانی ہے۔

ہندوؤں میں جو جل جانے کی رسم تھی، ستی ہو جانے کی وہ اسی وجہ سے جاری ہوئی ہے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے نصیحت پکڑیں۔ وہ عورت جس کو یہ نظر آرہا ہو کہ اب ساری زندگی میں نے دکھوں میں کاٹنی ہے اور ایک خاوند کے نام پر، اس کی عزت کے نام پر میں نے انتہائی مظلومیت کی زندگی بسر کرنی ہے، وہ بعض دفعہ یہ پسند کرتی ہے ورنہ ہندو معاشرے میں تو بہت حد تک یہ پسند کرتی تھی کہ وہ زندہ جل جائے مگر ساری زندگی نہ جلتی رہے۔ پس مسلمانوں کو جن کا ہندوؤں سے ایک قرب ہے، ان کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں کوئی سو سال سے اسی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں ان سے نصیحت پکڑنی چاہئے تھی اور بیواؤں کی شادی کے متعلق ضرور توجہ کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں پڑھ کے سناتا ہوں۔ فرماتے ہیں

"اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا سمجھتی ہے جیسا کوئی بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے اور پاکدامن بی بی ہو گئی ہوں حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے"۔ پس جتنی بھی احمدیوں میں ایسی بیوائیں ہیں جن کی شادی ممکن ہے بعض ایسی ہیں جن کی شادی ممکن نہیں ہوتی بعض وجوہ سے وہ الگ مسئلہ ہے اس کے متعلق بھی دوسرے رستے سوچے جا سکتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں" اس لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ عورتوں کے لئے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے"۔

اب دیکھیں کتنا بڑا لقب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دے رہے ہیں۔ "ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتوں کے لعن طعن سے نہ ڈرے"۔ (ملفوظات جلد ۵ طبع جدید۔ صفحہ ۴۷)۔

اب یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح نہ کرنے کے لئے بھی ایک کھڑکی کھول دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام جو ہے وہ اس پہلو سے بہت ہی عارفانہ ہے جس سلسلے میں جو نصیحت فرماتے ہیں اس کے ہر پہلو پر نظر رکھتے ہیں اور کوئی نہ کوئی استثناء بھی بیچ میں رکھ دیتے ہیں۔ تو دیکھیں فرمایا "جو بیوہ ہونے کی حالت میں برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے"۔

پس بعض ایسی بیوہ عورتیں ہیں جن کی عمر شادی کی بھی گزر چکی ہوتی ہے اور برے خیالات پیدا ہوتے ہی نہیں دل میں۔ تو اب وہ بیچاریاں یہ نہ سمجھیں کہ ہمارے اوپر بھی ایک قسم کا انذار ہے کہ اگر ہم شادی نہیں کریں گی تو اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گا۔ وہ مستثنیٰ ہیں اور بعض ایسی پاکدامن عورتیں بھی مستثنیٰ ہیں جو چھوٹی عمر میں بیوہ رہ جاتی ہیں لیکن ان کا دل کلیۃً پاک رہتا ہے اور اتنا پاک ہوتا ہے کہ کسی اور کی نظر ہی نہیں پڑتی ان کے اوپر، ان کی زندگی کا رہن سہن ہی مختلف ہو جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جو شرط رکھ دی "بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے"۔

برے خیالات سے ڈرے اور نابکار عورتوں کی لعن طعن سے نہ ڈرے۔ اب ایسی عورت کو جو طعنے دیتی ہیں عورتیں وہ نابکار ہیں ان کو فاسق و فاجر فرمایا گیا ہے۔ یہ عورت تو پاکدامن ہے اس لئے نکاح کر رہی ہے تو اس کی پاکدامنی کی راہ میں حائل ہو کر اس کو طعنے دیتی ہو تو گویا وہ نابکار نہیں تم نابکار ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تعلق میں قرآن کریم کی ایک آیت سے استنباط کرتے ہوئے بہت ہی لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں "وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْم۔ چونکہ لوگ بیوہ کے نکاح کے بارے میں کہتے ہیں یہ ہماری عزت کے خلاف ہے اس لئے فرمایا کہ میرا نام عزیز ہے۔ میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں، میں یہ حکم دیتا ہوں"۔ بحیثیت عزت والے کے، عزیز ہونے کے میں یہ حکم دیتا ہوں کہ نکاح کر لو۔ تو تمہاری اور کونسی عزت ہے جو اللہ سے بڑھ کر عزت ہے۔ جب تمام عزتوں کا مالک حکم دے رہا ہے تو عزت اسی میں ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

"اور لوگ کہتے ہیں کہ بیوہ کا نکاح نامناسب ہے اس لئے فرمایا ہم حکیم ہیں"۔ عزیز کے ساتھ حکیم بھی فرمادیا کہ صاحب حکمت تو میں ہوں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف میں عزت والا بلکہ صاحب حکمت ہوں اور جن لوگوں نے اپنے طور پر کوئی حکمت سوچی ہوئی ہے کہ بیوہ کا نکاح کرنا حکمت کے خلاف ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ فرماتے ہیں "اس لئے فرمایا ہم حکیم ہیں۔ ہر قسم کی حکمت کو خوب سمجھتے ہیں اس لئے یہ حکم دیا جو نامناسب نہیں"۔ یہ ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۹؍اپریل ۱۹۰۹ء میں شائع ہوا۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۷۵)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں۔ "قومی اخلاق کی درستی کے لئے بیوائیں قوم میں نہ رہنے دی جائیں"۔ "قومی اخلاق کی درستی کے لئے بیوائیں قوم میں نہ رہنے دی جائیں"۔ ایک تو بیواؤں کا اپنا حق ہے، ایک قوم کا حق ہے کہ اپنے اخلاق کی حفاظت

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

کریں۔ "بلکہ ان کی شادی کر دی جائے اسی طرح غلاموں اور رنڈیوں کی بھی شادی کی جائے"۔ یہ قرآن کریم کی آیت کے حوالے سے تھا یہاں اب غلامی کا تو سوال نہیں ہے۔ لیکن تفسیر کبیر میں چونکہ پرانے زمانے میں جب غلامی کا رواج عام تھا اس کی باتیں ہو رہی ہیں اس لئے اس کا تعلق پہلے زمانے سے ہے۔

"اور شادی میں مالی کمزوری کو مد نظر نہ رکھا جائے اور جو شادی کر ہی نہ سکیں وہ اپنے اخلاق کی درستی کا خاص طور پر خیال رکھا کریں"۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۲۴۵)۔ اب شادی کر ہی نہ سکیں میں ایک اور بات بھی ہے جو قابل توجہ ہے کہ ہر عورت بیچاری کے بس میں تو نہیں ہوتا کہ وہ شادی کر لے۔ بعض عورتیں شکل و صورت کی کمزور ہوتی ہیں اور کئی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں کہ رشتے آتے ہیں دیکھ کر وہ چلے جاتے ہیں۔ اب اگر وہ بیوہ بھی ہو تو اس بیچاری کا کیا بس۔ کوئی خاوند بھی تو ہونا چاہئے یعنی ہونے والا خاوند جس کے ساتھ شادی کی جائے اس پر مجھے انگلستان کے ایک پرائم منسٹر کا قول یاد آگیا جو بہت گہری عقل والا اور دلچسپ قول ہے۔ اس نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ جہاں تک میری حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے میں اس بات کے حق میں ہوں کہ سب عورتوں کی شادی ہونی ضروری ہے مگر سب مَردوں کی شادی ہونی ضروری نہیں۔ اب یہ لفظ اس نے کہہ دیا سب مَردوں کی شادی ضروری نہیں تو ظاہر بات ہے کہ عورتوں کی بھی نہیں ہو سکے گی پھر۔ اپنی طرف سے اس نے عورتوں کی حمایت میں اعلان کیا ہے کہ میری حکومت کی پالیسی دیکھو کیسی عمدہ ہے میں چاہتا ہوں کہ ہر عورت کی شادی کروا دی جائے لیکن مَردوں پر میں یہ حکم نہیں ڈال سکتا۔ وہ اگر شادی نہیں کریں گے تو عورتوں کی شادی کیسے ہو جائے گی۔

تو ایسی عورتیں بھی تو ہیں بیچاری جن کے اختیار میں نہیں ہے کہ شادی کرنا چاہیں بھی تو شادی کر نہیں سکتیں تو ایسی عورتوں کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے اخلاق کی درستی کا خاص طور پر خیال رکھا کریں۔ اب یہ ذمہ داری ان عورتوں پر آجاتی ہے اور اس میں بیوائیں ہی نہیں بلکہ کنواری عورتیں بھی جن کو انگریزی میں Spinster کہتے ہیں بڑی عمر کی ہوتی چلی جاتی ہیں اور شادی نہیں ہوتی وہ بھی اس میں داخل ہیں، ان کا بھی یہ پھر ذاتی فرض بن جاتا ہے معاشرہ بھی ان کی مدد کرے ان کے اخلاق کی حفاظت میں اور ذاتی طور پر وہ بھی اپنا خاص طور پر خیال رکھا کریں۔ بعض عورتیں ایسی ہیں جنہوں نے بچوں کی خاطر شادی نہیں کی ان پر کوئی حرف نہیں ہے۔ اگر وہ اپنے اخلاق کی حفاظت کرتی ہوں اور ان کے اخلاق کی حفاظت کا ثبوت پھر یہ ہے کہ ان کی زندگی کی کیفیت ہی بدل جایا کرتی ہے اور بچے بھی سمجھتے ہیں کہ ایک پاکدامن ماں کے سائے تلے ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔

تو کوئی قاعدہ کلیہ ایسا تو نہیں بنایا جا سکتا کہ جس کے نتیجے میں ادھر کوئی بیوہ ہوئی ادھر اس کی شادی کا انتظام کر دیا جائے، نہ یہ دیکھا جائے کہ بچوں کا کیا حال ہوگا۔ بعض دفعہ ایک حکم ایک دوسرے حکم کے مقابل پر کھڑا ہو جایا کرتا ہے۔ یعنی جہاں بیوگان کا خیال رکھنے کی تعلیم ہے وہاں یتامیٰ کا بھی تو حق ہے۔ پس اگر کوئی ماں یہ سمجھے کہ میرے شادی کرنے سے میرے یتیم بچے رُل جائیں گے تو ایک شرعی عذر کے مقابل پر ایک شرعی عذر ہو جائے گا اس لئے اس کو دین کا باغی نہیں قرار دیا جا سکتا مگر شرط یہی ہے کہ وہ پھر اپنے اخلاق کی بطور خاص حفاظت کرے۔

اب میں آخر پر ایک ایسا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو دعا کی خاطر بھی ہے اور بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کوششیں جو کسی نے قادیان میں کی تھیں وہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت رنگ لا چکی ہیں اور کتنے تھوڑے روپے، کتنی محنت سے ایک شخص نے کام کیا تھا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں اسی کے ثمر پھیلے پڑے ہیں اور یہ دعا کی تحریک بھی ہے اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قادیان میں جو بناء ڈالی گئی تھی اس پر بہت بڑی بڑی عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ خدا نے اس چھوٹی سی بناء کو ضائع نہیں فرمایا۔ میری مراد حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکرِ خیر سے ہے۔ آپ عاشق تھے اس بات کے کہ یتامیٰ کی خدمت کریں۔ لفظ یتیم کے ساتھ ان کا نام اس طرح منسلک ہو چکا ہے تاریخ میں کہ کبھی بھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں آپ کا جو کردار تھا میں اس کے اوپر ساری باتیں تو بیان نہیں کر سکتا، بہت سی ہیں جو میری اپنی آنکھوں دیکھی ہیں مگر جو کچھ بھی تاریخ میں محفوظ ہے اس میں سے کچھ صفحے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ایک وقت تھا کہ باقاعدہ نظام کے طور پر یتیموں وغیرہ کا خیال رکھنے کا کوئی نظام نہیں تھا۔ مؤرخ نے یہ اسی سے نتیجہ نکالا ہے کہ تسلی بخش انتظام نہیں تھا۔ مراد یہ ہونی چاہئے اصل میں کہ یتیموں کی خبر گیری تو جماعت ہر جگہ کر ہی رہی تھی اپنے طور پر کر رہی تھی مگر نظام جماعت کے طور پر کوئی ایسا تسلی بخش انتظام نہیں تھا مثلاً قادیان میں اگر یتامیٰ کا خیال رکھنے والے گھر موجود تھے تو بیرون قادیان بھی تو بہت سے ایسے یتامیٰ تھے جو ضرورت مند بھی تھے اور وہ خود قادیان کے گھروں میں آکر نہیں پل سکتے تھے تو مراد یہ ہے کہ ایسا انتظام نہیں تھا جو جماعتی انتظام ہو اور محض قادیان کے ضرورت مندوں کو نہ دیکھے بلکہ ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے ضرورت مندوں کی ضرورتیں دیکھے۔

اس ضمن میں **حضرت میر محمد اسحق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بہت ہی اہم تاریخی کردار ادا کیا تھا**۔ یکم مئی ۱۹۲۶ء میں آپ نے دارالشیوخ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا اور اس کا نام دارالیتامیٰ نہیں رکھا بلکہ دارالشیوخ رکھا کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اردو محاورے میں یتیم اس شخص کو بھی کہتے ہیں جس کا پرسان حال کوئی نہ ہو تو وہ بڈھے بھی اس میں رکھے جاتے تھے جن کا کوئی پرسانِ حال نہ ہو ان کو اگر چھوڑ دیا جائے تو یتیموں کی طرح زندگی بسر کریں تو دارالشیوخ نام رکھا اور اس میں غریب اور معذور بچے بلکہ بعض بوڑھے بھی کافی تعداد میں رہتے تھے اور حضرت میر صاحب اپنی پرائیویٹ کوشش کے ذریعے ان کے اخراجات مہیا فرمایا کرتے تھے۔

اب یہ جو پرائیویٹ کوشش ہے اس سلسلے میں وہ کوشش چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں تھی اور آپ نے ایک خاموش تقریر کے ذریعے یعنی جس کو زبان تقریری کہتے ہیں یعنی بولے بغیر تائید کر دیں کسی بات کی تو اس کو تقریری تائید کہا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے چونکہ نظام جماعت کی طرف سے آپ کو پکڑا نہیں کہ کیوں ایسا کام شروع کر رہے ہو جس کی نظام جماعت اجازت نہیں دیتا اس لئے حضرت میر صاحب نے بھی اس کا یہی نتیجہ نکالا اور واقعۃً یہی نتیجہ نکلتا تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ خوش ہوئے اس بات سے کہ جماعت میں ایسے ادارے کی بناء ڈالی جا رہی ہے جس نے آگے جا کر بڑی عمارت بن جانا تھا۔ حضرت میر صاحب سارے اخراجات اپنی پرائیویٹ کوشش سے پورے کر لیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو تعلیم بھی دلواتے تھے، جامعہ احمدیہ میں داخل کرتے تھے جو ہائی سکول میں جانا چاہے اس کو ہائی سکول میں داخل کروایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس پہلو سے بہت سے بچے ہیں جو مدرسہ احمدیہ، جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ ان پر نظر کریں تو بعد میں خدا تعالیٰ نے ان کو بہت کچھ دیا اتنے بڑے بڑے مقامات اور مراتب تک پہنچے ہیں اور مالی لحاظ سے بھی ان کو ایسی کشائش نصیب ہوئی کہ بعد میں انہوں نے لکھو کھہا دوسرے یتیم بچوں پر خرچ کیا اور دوسری بیواؤں وغیرہ پر خرچ کیا۔

اس سلسلے میں دو تین واقعات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک حکیم عبداللطیف صاحب شاہد کا بیان ہے۔ وہ کہتے ہیں میری دارالشیوخ میں تین سال تک بطور مہتمم تقرری کے زمانے میں بیسیوں طالب علم قادیان بغرض تعلیم آئے۔ جب خاکسار آپ کی خدمت میں یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت میر صاحب کی خدمت میں ایسے کسی طالب علم یا غریب آدمی کو داخلے کے لئے پیش کرتا تو تین سال کے لمبے عرصہ میں مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کسی ایک کے داخلے میں بھی کبھی لیت و لعل سے کام لیا ہو۔ جو عربی دان ہیں وہ اسے لَیْتَ وَ لَعَلَّ پڑھنے پر زور دیتے ہیں۔ مگر اردو ڈکشنری میں لیت و لعل کہنا ہی کافی ہے۔ اردو ڈکشنریاں اسی کی تائید کرتی ہیں جب اردو کلام میں بات کی جائے تو لیت و لعل کہنا چاہئے۔ بہر حال جو بھی ہے یہ ضمنی سی بحث ہے۔

کہتے ہیں میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی لیت و لعل سے کام لیا ہو۔ دارالشیوخ میں کسی فرد کے داخلے کے بعد آپ نے نہ صرف اس کی ضروریات کا پورا خیال رکھا بلکہ اس کو بیکار بھی نہیں رہنے دیتے تھے۔ اگر کوئی شخص طلب علم کی خواہش کرتا تو اسے ہائی سکول یا مدرسۂ احمدیہ میں داخل فرما دیتے۔ اگر کوئی درزی وغیرہ کا کام سیکھنا چاہے تو اسے وہاں پر انچارج درزی خانہ مرزا مہتاب بیگ صاحب کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ مرزا مہتاب بیگ صاحب کی اپنی دکان تھی درزی کی تو انچارج نہیں کہنا چاہئے، مالک درزی خانہ جو مرزا مہتاب بیگ تھے کیونکہ بہت نیک دل، بہت بزرگ انسان تھے اس لئے حضرت میر صاحب انہی کے سپرد کر دیا کرتے تھے ماہر بھی بہت تھے، کہ وہ خود ان بچوں کا خیال رکھیں اور ان کو سکھائیں۔

اسی طرح ایک محرر تھے منشی محمد یٰسین صاحب جو نظارت ضیافت میں محرر ہوا کرتے تھے۔ قادیان کے پرانے لوگ ان کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ دارالشیوخ میں ایک سو پچھتر کے قریب افراد کے کھانے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑتی تھی اور اس کا فنڈ بڑا کمزور تھا، کوئی جماعتی فنڈ نہیں تھا ایک دفعہ قاضی نور محمد صاحب مرحوم ہیڈ کلرک نظارت ضیافت نے عرض کیا کہ اب دارالشیوخ میں دو ہزار قرض ہو گیا ہے۔ حضرت میر صاحب سے عرض کیا کہ اب اس کا کیا کریں۔ فرمایا کل عصر کے بعد تانگہ لانا اور میرے ہمراہ چلنا۔ (اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کی آواز رقت سے گلوگیر ہو گئی۔مرتب) مجھے اس پہ درد اس لئے پیدا ہو رہا ہے کہ حضرت میر صاحب اس وقت بہت بیمار تھے، بخار کی حالت تھی لیکن یتیموں کی خاطر آپ نے فرمایا "اور تانگہ لانا میرے ساتھ چلنا" میں ایک یہ بھی حکمت ہے بڑی تکلیف اٹھا کر آپ یتیموں کی ضرورتیں پوری کیا کرتے تھے۔ دارالشیوخ کے لئے چندے کی تحریک کرنی ہے۔ دوسرے دن تانگہ لایا۔ ہم دونوں سوار ہو گئے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کبیر مرحوم کے گھر کے پاس حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب ملے۔ نواب عبداللہ خان صاحب بھی بڑے فیاض تھے اور ضرورتمند یتامیٰ وغیرہ کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ اتفاق سے اللہ تعالیٰ کی شان کہ پہلے ہی ان سے واسطہ ہوا۔ حضرت نواب صاحب نے حضرت میر صاحب سے مصافحہ کیا۔ نواب صاحب نے مصافحہ کے بعد فرمایا۔ ماموں جان آپ کو بخار ہے۔ یہی وہ بیماری کی حالت ہے جس کا میں نے ذکر کیا تھا کہ بخار جب تک کسی نے مصافحہ نہیں کیا نہیں پتہ چلا، خود نہیں بتایا، اس کو بھی نہیں بتایا جس کو کہا تھا میرے ساتھ چلو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی اس نیکی سے پردہ اٹھانا تھا اس لئے ایک ایسا شخص ملا جس نے اپنا گھر کا بڑا سمجھ کر مصافحہ کیا اور کہا ہیں! آپ کو تو بخار ہے۔ فرمانے لگے ہاں کچھ بخار تو ہے مگر دارالشیوخ پر کچھ قرضہ ہو گیا ہے اور اس کے لئے چندہ کرنے کو محلّہ

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp, Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

دارالرحمت جارہا ہوں۔

انہوں نے، نواب عبداللہ خان صاحب نے جیب میں ہاتھ ڈال کر پچاس روپے نکالے اور اسی وقت پیش کر دئے۔ مجھے فرمایا یعنی یٰسین صاحب کی روایت ہے مجھے فرمایا کہ جیب میں رکھتے جاؤ۔ جب نواب صاحب کچھ آگے نکل گئے تو فرمایا "بوہنی تو اچھی ہو گئی"۔ بوہنی کہتے ہیں جو دکاندار دکان کھولتا ہے تو پہلا سودا جو ہوتا ہے اس کے اوپر اس کی نظر ہوتی ہے۔ یہ مشہور ہے کہ اگر پہلا سودا اچھا ہو جائے تو سارا دن اچھا گزر جاتا ہے۔ تو وہ تو پتہ نہیں لوگوں کا اچھا گزرتا ہے کہ نہیں۔ میر صاحب تو خدا کی خاطر نکلے تھے۔ بوہنی بھی خدا نے کروائی تھی اور دن بھی لازماً اچھا گزرنا تھا۔ فرمایا بوہنی تو اچھی ہو گئی ہے۔ غرض محلّہ دارالرحمت میں پہنچے۔

اب مجھے سمجھ نہیں آئی کہ محلّہ دارالرحمت کا کیوں انتخاب کی ہے شاید لفظ رحمت میں کچھ آپ نے ایسی بات دیکھی کہ اللہ کی رحمت کی تلاش میں نکلا ہوں تو دارالرحمت میں جانا چاہئے۔ مغرب کی نماز کے بعد تحریک کی گئی۔ اس میں ایک اور بزرگ کا بھی ذکر مل گیا ہے جن کو خود بھی غریبوں اور مسکینوں کی خدمت کا بہت شوق تھا وہ حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری تھے، ان سے تقریر کروائی۔ معلوم ہوتا ہے طبیعت کافی خراب تھی ورنہ حضرت میر صاحب خود بہت اچھے مقرر تھے اور ایسی باتیں جو دل پر اثر انداز ہونے والی ہوں اس میں تو آپ کو تقریر کا ایسا ملکہ تھا کہ بعض تقریروں میں وہ لوگ جو شامل ہوئے ہیں پرانے زمانے کے جو زندہ ہیں ابھی تک جانتے ہیں کہ شروع سے آخر تک لوگوں کی چیخیں نکل جایا کرتی تھیں بڑا دردانگیز بیان ہوا کرتا تھا۔ خود بھی روتے تھے لوگوں کو بھی رلایا کرتے تھے تو اس وقت، اتنی اہم تحریک کے وقت خود نہ اٹھنا یہ بھی میرے نزدیک اس بات کی علامت ہے کہ آپ کو توفیق نہیں تھی اس وقت۔ بہر حال مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے تقریر کی۔ اہل محلّہ نے خوب چندہ دیا، غلہ بھی دیا۔

پھر دوسرے دن بھی گئے اور اس دن دارالفضل گئے اور پھر یہ سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں سے شروع ہوا رحمت سے پھر فضل پھر دوسرے محلوں میں بھی جاتے رہے۔ ایک ہفتے کے اندر اندر اڑھائی ہزار روپیہ جمع ہو گیا، غلہ اس کے علاوہ تھا۔ قاضی صاحب سے فرمانے لگے جب کمی ہو جائے گی پھر بتانا، پھر میں اسی طرح اکٹھے کرلوں گا۔

حافظ عبدالعزیز صاحب مؤذن مسجد اقصیٰ کا یہ بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک معزز احمدی قادیان تشریف لائے۔ وہ بوجہ عدم الفرصتی کے ایک گھنٹے کے لئے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو آئے تھے کہیں باہر سے آئے تھے، صاحب حیثیت تھے اور بالکل مختصر ملاقات کے لئے پھر واپس چلے جانا تھا۔ حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے لوگوں کی تاک میں رہا کرتے تھے تاکہ ان کو بھی ثواب میں شامل کرلیں۔ جانتے تھے کہ صاحب حیثیت ہیں تو طریقہ بہت اچھا ڈھونڈا۔ انہوں نے فوراً بھائی احمد دین صاحب ڈنگوی کی دکان سے ان کے لئے لسّی اور ناشتے کا انتظام کیا، ان کو ساتھ لے کر دارالشیوخ میں تشریف لائے۔ جب لسّی اور ناشتہ پیش کیا تو ویسے بھی اس وقت آنے والے کی عزت افزائی ہونی چاہئے تھی، مہمان کی خدمت ہونی چاہئے تھی تو ذاتی طور پر جب ان کو لسّی کا ناشتہ وغیرہ ملا تو بہت خوش ہوئے تو کہا آیئے میں آپ کو دارالشیوخ بھی دکھادوں۔

دارالشیوخ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ جماعت کے یہ یتیم اور مسکین ہیں۔ ایک بہت پیاری بات کہی۔ یہ میرا باغ ہے میں نے یہ باغ لگایا ہے دیکھو خدا تعالیٰ نے اس باغ کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ اس کثرت سے یہ باغ ملک ملک لگ رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اس زمانے میں نیکی اور خلوص اور تقویٰ نے جو بنیادیں ڈالی تھیں انہی پر یہ عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ وہ بیج جو بوئے گئے تھے وہ اس وقت باغ کہلانے کے ابھی حقیقت میں مستحق نہیں تھے کیونکہ تھوڑے سے چند پودے تھے۔ اب تو وہ عالمی باغ بن گئے، تمام جہان پر ان کا عرصہ محیط ہو چکا ہے۔ فرمایا اللہ کی خاطر لگایا ہے آپ بھی اس کی آبیاری میں حصہ لیں۔ وہ احمدی دوست چند منٹ میں آپ کی باتوں سے اس قدر متاثر ہوئے کہ پانچ صد روپے کی رقم ان یتامیٰ کی اعانت کے لئے پیش کر دی۔

اب یہ جو پانچ صد کی رقم ہے بظاہر دیکھنے میں اگرچہ اس وقت کے لحاظ سے بڑی تھی مگر پھر بھی کچھ نہیں۔ اب واقعہ یہ ہے کہ میں بعض ایسے یتامیٰ کو جو یہاں پلے تھے دارالشیوخ میں ان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جنہوں نے زندگی بھر ایک کروڑ روپے کے قریب دوسرے یتامیٰ اور ضرورتمندوں کے لئے خرچ کئے ہونگے۔ تو براہ راست وہ پودے جو ہاں لگے تھے ان کا فیض بھی پھیلا ہے، ان کی جڑیں بھی پھیلی ہیں، ان کی شاخیں بھی پھیلی ہیں اور بڑے وسیع علاقوں پر محیط ہو گئی ہیں اور وہ سارے احمدی جو اس زمانے میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں کی خدمت پر مامور رہا کرتے تھے اللہ کی خاطر ان کی دعاؤں، ان کی کوششوں کو دیکھ کر اللہ نے کیسا سن لیا ہے۔ آج تمام عالم پر خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ باغ لہلہا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو فرماتے ہیں ؎

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں ☆ لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

یہ وقت خزاں ہے، دیکھو دنیا میں ہر جگہ یتیموں، بیواؤں، بے سہاروں کو پوچھنے والا کوئی بھی نہیں۔ آج جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پاکستان بھی جل رہا ہے، آج عراق بھی جل رہا ہے، بنگلہ دیش بھی جل رہا ہے، سیاست دان بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں، بڑے بڑے وعدے دلاتے ہیں اور ووٹ مانگنے کے لئے ہر قسم کی لالچیں دیتے ہیں ووٹ کھا جاتے ہیں اور ان کا پیٹ خالی رہتا ہے جن کا ووٹ کھا جاتے ہیں پس سارا زمانہ محتاج ہے، سارا زمانہ فقیر ہو چکا ہے اسکا کچھ علاج کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

"آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج"۔ اور کچھ نہیں تو اس آگ کو تمہاری آنکھ کا پانی بجھادے گا۔ دل میں درد پیدا کرو اور آنکھ کے پانی سے اس کا علاج کرو۔ سعدی ہی نے ایک موقع پر یہ کہا کہ خشک سالی اور فاقہ کشی اور غربت کا ایک موقع پر یہ عالم تھا سارے ملک کا کہ سب پانی خشک ہو گئے تھے سوائے یتیم کی آنکھ کے پانی کے۔ بہت پیاری بات کہی ہے سب پانی خشک ہو گئے مگر یتیم کی آنکھ کا پانی خشک نہیں ہوا۔ آج وقت ہے کہ **میں چاہتاہوں کہ سب دنیا کے پانی سوکھ جائیں مگر اے احمدیو! تمہاری آنکھ کا پانی نہ سوکھے۔ آج تمہاری ہی آنکھ کا پانی ہے جو ان باغوں کی آبیاری کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ پانی ہے جو اس آگ کو بجھائے گا۔**

پس میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جماعت کو یہ توفیق بخشے گا، بخش رہا ہے اور بھی بخشے اور بخشتا چلا جائے۔ آج اگر آپ نے دنیا کا ساتھ چھوڑ دیا تو کوئی دنیا کا ساتھ دینے والا نہیں رہے گا۔ **ہر نیکی کی بناء جماعت احمدیہ ہے، ہر نیکی کا استحکام جماعت احمدیہ سے وابستہ ہو چکا ہے۔** پس اللہ کے فضل کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے دعاؤں میں بھی آنکھ کا پانی برسے اور ان معنوں میں بھی برسے کہ ان پودوں کی آبیاری آپ کرنے والے ہوں، جتنی توفیق ہو اس کے مطابق ان باغوں کو لہلہاتا ہی رکھے ہمیشہ۔ خدمت خلق کے باغات ہیں اللہ تعالیٰ ہماری توفیق کو بڑھائے۔ یہ بنیادی مقاصد میں داخل ہے۔ دو ہی تو مقصد ہیں اللہ سے تعلق اور بنی نوع انسان سے تعلق اور اللہ کا تعلق منحصر ہے اس بات پر کہ بنی نوع انسان سے تعلق ہو۔ اللہ کا تعلق افضل ہے مگر شروع بنی نوع انسان کے تعلق سے ہوتا ہے اگر بنی نوع انسان سے تعلق نہیں ہے تو پھر خدا بھی اپنی رحمت اور شفقت کا ہاتھ اٹھا لیا کرتا ہے۔

خدا کے بندوں سے پیار کرنا سیکھو چاہیے دل میں یہ نیت ہو کہ اللہ مجھ سے پیار کرے اگر خدا کے بندوں سے پیار کروگے تو اللہ ضرور پیار کرے گا۔ ابوادھم کی وہ کہانی جو سب دنیا میں مشہور ہوئی یہاں تک کہ انگلستان میں اس پر بڑی بڑی نظمیں لکھی گئیں۔ وہ یہی تو بات کہتی ہے۔ ابوادھم ایک دفعہ حج کے دوران رات کو لیٹے ہوئے تھے غنودگی کی حالت میں یہ کشف دیکھا کہ فرشتے ہاتھ میں کتاب لئے ہوئے کچھ لکھ رہے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا لکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا ان لوگوں کے نام لکھ رہے ہیں جن کو خدا سے محبت ہے۔ تو انہوں نے کہا میرا نام تلاش کرو، نام نہ نکلا۔ پھر دیکھا یہ دوسری کتاب، یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ ان لوگوں کی کتاب ہے جن کو اللہ کے بندوں سے محبت ہے اس میں ابوادھم کا نام سر فہرست تھا۔ پھر دوسرے دن یا اسی کشف کی حالت کی بات ہے پھر دیکھا کہ ایک اور کتاب اٹھائے پھر رہے ہیں انہوں نے کہا یہ کون سا رجسٹر ہے اس میں کن لوگوں کے نام ہیں؟ کہا کہ جن سے اللہ محبت کرتا ہے۔ دیکھا تو سب سے اوپر ابوادھم کا نام تھا جس کا خدا کے بندوں کی خدمت پہ نام تھا اس کا خدا کی محبت میں بھی نام تھا اگرچہ بظاہر یہ نہیں تھا کہ خدا سے محبت کرتا ہے اس کے بندوں سے محبت کرتا تھا مگر جب اللہ کی محبت کی باری آئی تو اس کا نام سر فہرست تھا جو اللہ کے بندوں سے محبت کرتا تھا۔

پس اسی دعا پر میں اس خطبے کا اختتام کرتا ہوں کہ خدا کرے کہ ہمیشہ رہتے وقتوں تک جماعت کا نام ان رجسٹروں میں لکھا جائے جن میں ان کے نام ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے۔

عصر حاضر میں دہریت کا سر کچلنے اور توحید باری وحقیّت فرقان مجید اور

صداقت اسلام کے اثبات کے لئے

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

نہایت بلند پایہ علمی و تحقیقی تصنیف

Revelation,Rationality,Knowledge & Truth

خدا تعالیٰ کے فضل سے طبع ہو کر دستیاب ہے۔

یہ کتاب اسلام کے حق میں عالمگیر انقلاب پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرنے والی ہے۔

اس کی بکثرت اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے۔ خود بھی خریدئے اور اہل علم دوستوں کو بھی پیش کیجئے۔

For Sale

Pizza Schad Express in Milten Burg- Germany

Contact : Jamsha Ishaq

on Tel: 09371 6078-79

جماعت احمدیہ کے معاند اور برصغیر کے ایک معروف اخبار "زمیندار" کے ایڈیٹر

ظفر علی خان اور احمدیت

چند تاریخی حقائق و واقعات

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

(بشیر احمد زاہد) -

ظفر علی خان کے والد مولوی سراج الدین تھے اور یہ حقیقت ہے کہ مولوی سراج الدین بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کے بڑے مداح اور عقیدت مند تھے۔ خود انہوں نے ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات حسرت آیات پر یہ لکھا تھا:

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲، ۲۳ سال کی ہو گی اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ ملازمت کے بعد تمام وقت مطالعۂ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے............ ہم بارہا کہہ چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ .... آپ بناوٹ اور افترا سے بری تھے۔ مسیح موعود یا کرشن کا اوتار ہونے کے دعاوی جو آپ نے کئے ان کو ہم ایسا ہی خیال کرتے ہیں جیسا کہ منصور کا دعویٰ انا الحق تھا............ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے ہیں"۔

(زمیندار ۸ جون ۱۹۰۸ء)

اور شاید یہ ان کے والد محترم کی ہی اس "چشم دید شہادت" کا کرشمہ تھا کہ بسا اوقات وہ تحریک احمدیت کی انتہائی مخالفت اور معاندت کے دنوں میں بھی اپنے قلم سے ایسی نگارشات جنم دیتے رہے اور دوسروں کی ایسی علمی کاوشوں کو بھی اپنے اخبار کی زینت بناتے رہے جو تحریک احمدیت کی عظمت و صداقت کا ثبوت اور نوجوانان احمدیت کی دینِ اسلام کے لئے فداکاری اور جانثاری کا زندہ و تابندہ نشان ہوتی تھیں۔ اور یہ وہ روشن حقیقت ہے جس کا اظہار جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک خواب کی بنا پر ۱۹۵۱ء میں کیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

"۱۵ اکتوبر کی رات کو میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں گویا کسی پہاڑ پر ہوں اور وہاں مولوی ظفر علی صاحب (اور مولوی اختر علی صاحب) بھی موجود ہیں۔ انہوں نے وہاں پر کوئی مکان کرایہ پر لیا ہوا ہے اور مولوی اختر علی صاحب نے میری دعوت کی ہے۔ اور لوگوں کی بھی دعوت کی ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ ایسے شدید دشمن کا دعوت کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔ مگر میں نے دعوت قبول کر لی اور ان کے گھر چلا گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک کرسی پر مولوی ظفر علی صاحب بیٹھے ہیں۔ لیکن کمزور معلوم ہوتے ہیں۔ اور بڑھاپے کے شدید آثار ان پر ظاہر ہیں۔ دونوں باپ بیٹا مجھ سے ملے ہیں۔ اور پھر انہوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ ہمارا مکان چھوٹا ہے۔ اگر آپ کہیں تو آپ کی کوٹھی میں ہی دعوت ہو جائے۔ میں نے خوشی سے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ میں بھی اور دوسرے مہمان بھی اور مولوی ظفر علی صاحب اور اختر علی صاحب ہماری کوٹھی پر آ گئے۔ وہاں ایک بڑا کمرہ ہے اس میں سارے بیٹھ گئے کہ یہیں کھانا کھایا جائے گا۔ اس کے بعد میں نہیں کہہ سکتا کہ میری آنکھ کھل گئی یا بعد کا نظارہ مجھے یاد نہیں رہا۔ بہرحال خواب اسی حد تک مجھے یاد ہے"۔

حضور اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مولوی ظفر علی صاحب نے جماعت کی بڑی مخالفت کی ہے۔ گو کبھی کبھی جماعت کے کاموں سے متاثر ہو کر اس کی تعریف بھی کی ہے۔ بہرحال ان کے والد سلسلہ کے بڑے مداح اور حضرت صاحب کے بڑے عقیدت مند تھے۔ اور اس کی وجہ سے ان کی مخالفت کے باوجود ہمارے دل میں ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور وہ اپنا رویہ بدلیں۔ ان کی مخالفت کے ساتھ کبھی بھی طبیعت میں کلّی انقطاع ان سے پیدا نہیں ہوا۔ بوجہ ان کے والد مرحوم کے تعلق کے اور بوجہ اس کے کہ کبھی کبھی ان پر یہ دور بھی آتا رہا ہے کہ وہ صداقت کا اظہار کرنے سے رکے نہیں اور جماعت کے اچھے کاموں کی انہوں نے تعریف کی ہے۔ پس ممکن ہے ہماری ان خواہشات کے نتیجہ میں کسی وقت اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے بیٹے کو میانہ روی کی توفیق دے دے۔ اور وہ اپنے اس طریقہ کو جو متانت کے بھی اور اسلامی تعلیم کے بھی خلاف ہے ترک کر کے صلح کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔ یا کم سے کم یہ ہو کہ جہاں ہمارے عیب ان کو نظر آتے ہیں وہاں ہماری خوبیاں بھی ان کو نظر آنے لگیں۔ اور وہ ہماری مخالفت میں حد سے گزرنے کی بجائے میانہ روی اختیار کریں"۔

(روزنامہ الفضل ۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء صفحہ ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ خواب اکتوبر ۱۹۵۱ء میں دیکھا تھا۔ جب مولوی ظفر علی خان احراری ملاؤں کی اس خطرناک اور آتشیں تحریک کا جزو اعظم بن چکے تھے جس کو انہوں نے پوری تیاری اور پوری شدت سے ۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ کے خلاف آغاز دیا تھا اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ کا ان کو پورا پورا تعاون حاصل تھا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی ان دنوں یہ انتہائی خواہش اور کوشش تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو وہ احمدیت کے سرسبز و شاداب اور مثمر الاغصان شجرۂ طیبہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں۔ اور اس کے لئے انہوں نے نہ صرف زبان کی آتش بیانیوں اور قلم کی شعلہ افروزیوں سے جماعت کے خلاف جگہ جگہ فتنہ و فساد کے آتشکدے بھڑکائے تھے بلکہ ان کو یہ بھی فخر حاصل رہا کہ ان کے صاحبزادے مولوی اختر علی خان بھی اس عظیم کام میں ان کے شریک و سہیم ہیں اور انہوں نے بھی تحریک احمدیت کو صفحہ ہستی سے ملیا میٹ کرنے کے لئے کئی زبردست اور بے مثال کام سرانجام دئے تھے جن میں سے دو تین سپرد قلم ہیں۔

☆...... انہوں نے کوشش کی کہ ایک لاکھ رضاکاروں سے ان کے نوجوان گرم خونوں سے یہ دستخط لئے جائیں کہ وہ تحریک احمدیت کو مٹانے کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دیں گے۔ مگر جلد ہی ۱۹۵۳ء میں اس ڈرامے کا یہ عبرت ناک ڈراپ سین ہوا کہ مولوی اختر علی خان نے خود ہی ناصر باغ میں ختم نبوت کے اس عظیم الشان جلسہ میں شمولیت سے گریز کیا۔ جس پر رضاکاروں کے عظیم جلوس نے اخبار زمیندار کی بلڈنگ کے سامنے زبردست احتجاج کیا اور ان کے خلاف ناپسندیدہ احتجاجی نعرے بلند کئے۔

☆......اس تحریک کے دوران ایک بہت بڑا کارنامہ خو بزعم خویش انہوں نے یہ سرانجام دیا کہ جناب حمید نظامی کو مجبور کیا گیا کہ وہ احمدیوں کو کافر قرار دیں۔ مگر جب وہ کسی صورت بھی اس کیلئے تیار نہ ہوئے تو آخر کار ان سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ بتائیں کہ وہ احمدیوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ جس کے جواب میں انہوں نے یہ لکھا کہ میں احمدیوں کو وہی سمجھتا ہوں جو کچھ آپ نے ان کو سمجھ کر لندن میں امام ووکنگ کی امامت میں نماز عید پڑھی تھی۔ میں عرض کر دوں کہ ان کے اخبار نے اس کی رپورٹنگ میں یہ لکھا تھا:

"کل شاہجہان مسجد ووکنگ میں عید الضحیٰ کی تقریب اس شان سے منائی گئی کہ لندن کی تاریخ میں ایسی روح پرور **اسلامی تقریب** پہلے کبھی نہ دیکھی گئی تھی............ پاکستانی اخبار کے وفد کے ارکان، پاکستان کے ہونے والے مسلمان کمانڈر انچیف اور دوسرے پاکستانی مہمانوں نے شرکت کی۔ مولانا اختر علی خان نے پاکستانی فضائیہ کے زیر تربیت نوجوانوں کے سامنے ایک پرجوش تقریر کی۔ بین الاقوامی برادری کی یگانگت کا ایک ایسا روح پرور نظارہ تھا جس کی مثال لندن کی تاریخ میں نہیں ملتی"۔ (زمیندار ۲۶ ستمبر ۱۹۵۰ء)

☆......علاوہ ازیں انہوں نے بقول۔ ہفت روزہ آثار، لاہور۔ یہ سود مند کارنامہ بھی سرانجام دیا جو کسی سود خور مہاجن نے بھی کبھی سرانجام نہ دیا ہوگا کہ "ختم نبوت کے نام پر حکومت سے بھی لاکھوں روپے لئے اور عوام سے بھی ڈھیروں روپے چندہ وصول کیا (پھر) انہوں نے چندہ اکٹھا کرنے کے لئے ختم نبوت کے نام پر ایک ایک روپے کے نوٹ چھاپ لئے تھے جنہیں لوگوں کو دے کر ان سے اصلی نوٹ بطور چندہ لئے جاتے تھے"۔

(آثار ۳۰ جون ۱۹۷۴ء)

لیکن اس سب کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ روزنامہ زمیندار کے دامن صحافت میں ایسے جواہر پارے بھی آویزاں رہے ہیں جو تحریک احمدیت کی عظمت و صداقت کا روشن ثبوت ہیں۔ اور اس کے صفحات میں ایسے انمول موتی بھی چمکتے رہے ہیں جو نوجوانان احمدیت کی دین اسلام کے لئے فداکاری و جانثاری کے تابندہ نشان تھے اور میں آج انہی میں سے چند قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں مگر اس دلی دکھ اور رنج کے ساتھ کہ پانچ سال ہوئے کہ جناب ریٹائرڈ جسٹس محمد رفیق تارڑ (حال صدر پاکستان) نے گوجرانوالہ شہر میں روزنامہ "خبریں" کی ایک منعقدہ تقریب میں ایک مضمون پڑھا تھا جس میں انہوں نے مولوی ظفر علی خان کے حوالے سے یہ کہا تھا کہ:

"وہ انگریز، انگریزی نبوت، انگریزی اقتدار اور تہذیب و تمدن کو شعر کے اڑنگے پر لا کر ایسی پٹخنی دیتے کہ چودہ طبق روشن ہو جاتے۔ انگریزی نبوت کے متعلق "ارمغان قادیان" کی صورت میں اشعار کے انبار لگا دئے۔ ایک نظم میں فرماتے ہیں ؎

تجھے کیا بتاؤں اے ہم نشیں! میرے غم کا قصہ طویل ہے
میرے گھر کی لٹ گئی آبرو، ہوا غیر جب سے دخیل ہے
ہیں کسی کے پاؤں میں بیڑیاں اور کسی کے گھر کی ہیں قرقیاں
نگہ ستم فرنگ کا جسے دیکھئے وہ قتیل ہے
ہیں نئی روش کی عدالتیں اور نرالے ڈھب کے ہیں فیصلے
نہ نظیر ہے، نہ دلیل ہے، نہ اپیل ہے، نہ وکیل ہے"

(روزنامہ خبریں ۱۷ جنوری ۱۹۹۴ء)

مجھے اعتراف ہے کہ "ارمغان قادیان" میں مولوی ظفر علی خان نے تحریک احمدیت کے خلاف "اشعار کے انبار" لگا رکھے ہیں مگر حق یہ ہے کہ جناب تارڑ صاحب نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں جو چند اشعار نقل کئے ہیں ان میں اشارۃً بلکہ کنایۃً بھی احمدیت کا ذکر نہیں ہے۔ اور پھر ظلم یہ ہے کہ انہوں نے جو مزید یہ دعویٰ کیا ہے کہ "وہ انگریز، انگریزی نبوت، انگریزی اقتدار اور تہذیب و تمدن کو شعر کے اڑنگے پر لا کر ایسی پٹخنی دیتے کہ چودہ طبق روشن ہو جاتے"۔ ان میں سے کوئی ایک بات بھی تو پاکستانی معاشرہ کے موجودہ حالات سے ہم آہنگ نہیں ہے مگر اس کے برعکس ان کے صدارتی انتخاب سے قبل اخبارات نے جو بار بار لکھا تھا کہ ان کو دشمن پاکستان مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنا "پانچواں بیٹا" کہا تھا وہ ضرور اس سے ثابت ہے۔ ہاں وہی عطاء اللہ شاہ بخاری جس نے علی الاعلان یہ کہا تھا کہ:

"ماں نے وہ بیٹا نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"۔ اور "پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے"۔

(تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

اور "میں نے اپنے دفتر کے چپڑاسی کا نام قائداعظم رکھا ہے"۔ (روزنامہ ڈان)۔

میں ان ابتدائی سطور کے بعد ان تاریخی حقائق وواقعات کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو ان کی تمام تر مخالفت وعداوت اور بغض وعناد کے باوجود ان کے اخبار "زمیندار" کی زیب وزینت بنتے رہے اور آج بھی تحریک احمدیت کی عظمت وصداقت اور نوجوانان احمدیت کی دین اسلام کے لئے فداکاری وجاں نثاری کا روشن ثبوت اور تابندہ نشان ہیں۔

آہ! صد آہ!! کہ جناب جسٹس (ریٹائرڈ) تارڑ صاحب تو ۱۹۹۴ء میں یہ لکھتے ہیں کہ "وہ انگریزی، انگریزی اقتدار اور انگریزی تہذیب وتمدن کو شعر کے اڑنگے پر لادہ پٹخنی دیتے کہ چودہ طبق روشن ہو جاتے"۔ مگر روزنامہ زمیندار کی ۱۹۱۱ء کی ان کے خلاف شہادت ہے کہ مولانا نے اس زمانے میں انگریز اور انگریزی حکومت کی شان میں یہ قصیدہ مدحیہ لکھا تھا:۔

جھکا فرط عقیدت سے مرا سر
ہوا جب تذکرہ کنگ ایمپرر کا
خدا انگلینڈ کو رکھے سلامت
کہ ہے اس سے تعلق عمر بھر کا

(زمیندار ۱۹/اکتوبر ۱۹۱۱ء)

پھر لکھا تھا:

"زمیندار اور اس کے ناظرین گورنمنٹ کو سایۂ خدا سمجھتے ہیں اور اس کی عنایات شاہانہ اور انصاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت وقلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہیں اور اپنے عالم پناہ کی پیشانی کے قطرہ کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کو تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے"۔ (زمیندار ۹/نومبر ۱۹۱۱ء)

پھر مزید لکھا کہ:

"مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال تک نہیں کر سکتے۔ اور اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں"۔

(زمیندار ۱۱/نومبر ۱۹۱۱ء)

☆......☆......☆

اور اب رہی ان کی مبینہ انگریزی نبوت۔ سو اس کے لئے حسب ذیل تاریخی حقائق وواقعات ملاحظہ فرمائیں۔

☆...جناب مولوی ظفر علی خان حضرت بانیٔ جماعت احمدیہؑ کی بعثت کے عظیم الشان مقصد کی بابت رقمطراز ہیں:

"جناب مرزا غلام قادیانی کی زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد آپ کے متعدد دعاوی کے لحاظ سے جو چیز تحریر میں آچکے ہیں مسلمانوں میں وحدت قائم کرنا ہے"۔ (مولانا ظفر علی گرفتاری صفحہ ۱۵ از خان کابلی)

اور یہ وہ حقیقت تاباں ہے جس کا اظہار حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام سے درخشاں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا ہے:

"سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علیٰ دین واحد"۔

(الحکم ۲۴/نومبر ۱۹۰۵ء)

☆......☆......☆

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ۱۹۰۸ء میں براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ایک طویل نظم تحریر فرمائی تھی جس کے آخر میں آپ نے منجانب اللہ ایک انتہائی خوفناک دلوں کو لرزا دینے والی تباہ کن جنگ کی پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اک نشاں ہے آنے والا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات وشہر ومرغزار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن وانس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشان
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار
ہاں نہ کر انکار جلدی سے سفیہ ناشناس
اس پہ ہے میری سچائی کا سبھی دارومدار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

(درثمین)

مولوی ظفر علی خان نے جب پہلی جنگ عظیم میں جنگ کی تباہ کاریاں اور ازاں بعد "زار روس" کے اخبارات میں "باحال زار" کی کپکپا دینے والی انتہائی ذلت انگیز داستان پڑھی تو ان کی زبان قلم بھی پیشگوئی کی عظمت کا ایک رنگ میں اقرار کرنے پر مجبور ہوئی۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں:۔

"زار کی لفظی رعایت نے یہ سمجھایا تھا قول
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
بعد مردن اتفاقاً چھڑ گئی جنگ فرنگ
رنگ لائی مدتوں میں گردش لیل ونہار
زار سے چھڑوا دیا قسمت نے اس کا تخت وتاج
کیونکہ قسمت کا نہیں دنیا میں کچھ بھی اعتبار
حال اسی کو غیب کے اسرار کا معلوم ہے
بادشاہی اور گدائی پر ہے جس کا اختیار"

(ارمغان قادیان صفحہ ۲۰،۱۹)

☆......☆......☆

۱۹۱۶ء میں شہنشاہ جارج پنجم کی ہندوستان آمد پر حضرت مولانا نورالدینؓ نے مسلمانوں کی طرف سے تاجپوشی کے دربار میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے چھٹی کے لئے ایک میموریل پیش کرنے کی تحریک کی تھی اس پر روزنامہ زمیندار نے لکھا تھا:

"اس ضروری اور اہم تحریک کی سعادت مولانا نورالدین صاحب کے حصہ میں آئی جنہوں نے قادیانی جماعت کے پیشوا کی حیثیت سے تمام مسلمانان ہند کی توجہ کو اس طرف مبذول کیا ہے ...... اور ہمیں یقین ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہ ہوگا جو ایسے میموریل گزارنے کو بہ نگاہ احسان نہ دیکھے"۔

(بحوالہ الحکم ۷/۱۴ اگست ۱۹۱۱ء)

۱۹۱۴ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدینؓ صاحب خدائی مشیت پر لبیک کہتے ہوئے اس کے حضور میں جاحاضر ہوئے تو روزنامہ "زمیندار" نے لکھا:

"مولوی حکیم نورالدین جو ایک زبردست عالم اور جید فاضل تھے، ۱۳/مارچ کو کئی ہفتے کی مسلسل علالت کے بعد دنیائے فانی سے عالم جاودانی رحلت کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ...... مولانا حکیم نورالدین کی شخصیت اور قابلیت ضرور اس قابل تھی جس کے فقدان پر تمام مسلمانوں کو رنج اور افسوس کرنا چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ سو برس تک گردش کرنے کے بعد ایک باکمال پیدا کرتا ہے۔ الحق۔ اپنے تبحر علم وفضل کے لحاظ سے مولانا نورالدین بھی ایسے ہی باکمال تھے۔ افسوس کہ آج ایک زبردست عالم ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگیا"۔ (بحوالہ روزنامہ الفضل ۱۸/مارچ ۱۹۱۴ء)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR PHARMACEUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

بقیہ الفضل ڈائجسٹ از صفحہ ۱۴

تھیں۔ یہ شاہی محل تک رسائی کا محفوظ ترین راستہ ہے۔

شیش محل: یہ ایک نہایت خوبصورت عمارت ہے جسے شاہ جہاں نے ۱۶۳۱ء میں تعمیر کروایا۔ یہ مغلیہ دور میں لاہور کی شاہی قیام گاہ تھی۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں ۲۶/دسمبر ۱۸۴۶ء کو ہنری ہارڈنگ نے سکھوں کے ساتھ معاہدے پر دستخط کئے تھے اور پھر یہیں مارچ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب پر اپنے تسلط کا اعلان کیا تھا۔ شیش محل کے درمیان میں ایک وسیع آنگن ہے۔ آنگن میں ایک چھوٹا سا حوض ہے جس کے وسط میں ایک چھوٹا سا خوبصورت چبوترہ ہے۔ حوض کا پانی نکالنے کے لئے چاروں طرف چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں جو آنگن کو چار حصوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔

نولکھا: سنگ مرمر سے بنی ہوئی یہ ایک خوبصورت عمارت ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس پر اُس وقت نولاکھ روپے خرچ ہوئے تھے اس لئے اس کا نام "نولکھا" رکھا گیا۔

آٹھ دری: اسے رنجیت سنگھ نے تعمیر کروایا تھا۔ اس کے مشرق میں لمبے چبوترے کے عقب میں ایک آبشار کے نشان بھی ملتے ہیں۔ چبوترے کے شمالی برے کے قریب مشرق میں ایک برج ہے جسے کالا برج کہتے ہیں اور اسکے چاروں طرف غلام گردشیں بنی ہوئی ہیں۔ کالے برج سے ذرا آگے مشرقی جانب ایک اور برج ہے جو لال برج کہلاتا ہے۔

دیوان خاص: یہ سنگ مرمر کی ایک خاصی بڑی اور خوبصورت بست دری ہے جسے شاہجہان نے ۱۶۴۵ء میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے مغرب میں شاہی حماموں کی قطار شرقاً غرباً چلی جاتی ہے۔

احاطہ جہانگیری: شاہی حماموں کے مشرق کی طرف خشتی چبوترے سے ذرا نشیب میں احاطہ جہانگیری ہے جو شہنشاہ جہانگیر نے تعمیر کروایا تھا۔ اس کے بعض ستون مربع بعض پہلودار اور بعض سادہ ہیں جن پر ہاتھیوں، شیروں اور پرندوں کی تصاویر بنی ہوئی ہیں۔

عجائب خانہ: یہ جہانگیر کی خوابگاہ تھی۔ یہ عمارت تین کمروں پر مشتمل ہے، مشرقی کمرہ میں نقشے اور فوٹو وغیرہ ہیں اور باقی دو کمروں کی الماریوں کے اندر سکھوں کے زمانہ کے مختلف قسم کے ہتھیار جن میں تلواریں، کٹاریاں، خنجر، بچھوے، پستول، توڑے دار اور چقماقی بندوقیں، برچھے بھالے، تیر کمانیں، زرہ بکتر اور خود وغیرہ شامل ہیں، نہایت قرینے سے رکھے گئے ہیں۔

دیوان عام: شاہی قلعہ کے اکبری دروازے سے آگے بڑھ کر ایک پیچ دار راستے سے گزر کر دیوان عام آتا ہے جو ۷۳۰ فُٹ لمبا اور ۴۶۰ فٹ چوڑا ہے۔ اسے اکبر نے ۱۵۶۶ء میں تعمیر کروایا تھا اور اس کے چاروں طرف کمرے بنے ہوئے تھے جن کا اب کوئی نام ونشان باقی نہیں ہے، صرف موتی مسجد کے سامنے ایک صحن رہ گیا ہے۔

ساٹھ ستونوں پر مشتمل یہ دیوان ایک بڑے احاطے میں قائم ہے جس کے پیچھے ۸ فُٹ کی بلندی پر چند کمرے ہیں جنہیں تخت یا دربار کہا جاتا ہے۔ دیوان کا عقبی حصہ جو دولت خانہ خاص وعام کہلاتا ہے دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک جھروکہ بھی ہے جو مسند شاہی کہلاتا ہے۔

جس چبوترے پر دیوان عام بنا ہوا ہے اس کے عین وسط میں نقار خانہ تھا جہاں بادشاہ کے تخت نشین ہوتے ہی فوجی سازندے فوجی دھنیں بجایا کرتے تھے۔ انگریزوں کے تسلط کے بعد اس ایوان کو انگریزوں کی سکونت کیلئے تبدیل کر دیا گیا لیکن قریباً ۷۲ سال قبل ایوان کو پھر کشادہ کر دیا گیا۔

مکاتیب خانہ: دیوان عام کے وسیع میدان کے مغربی گوشے میں یہ ایک قسم کا باب داخلہ تھا جہاں دولت خانہ جہانگیری میں آنے جانے والوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کی غرض سے محرر بیٹھا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے یہ مکاتیب خانہ مشہور ہوا۔

موتی مسجد: یہ دراصل زنانہ مسجد تھی جس کا نام مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بدل کر موتی مندر رکھ دیا اور سلطنت کا خزانہ بھی اسی مسجد میں رکھا جاتا تھا۔ سکھوں کے بعد انگریزی سرکار بھی صوبہ پنجاب کا خزانہ اسی مسجد میں رکھتی تھی۔

☆...☆...☆

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَبْ

۲۵ر نومبر ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔(ادارہ)

محترم حلمی شافعی صاحب نے ایک عرب دوست کا بھجوایا ہوا سوال پیش کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو عربی الہامات سے متعلق ہے۔ ایک الہام ہے "يُصَلُّونَ عَلَيْكَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَصُلَحَاءُ الْعَرَبِ"۔ اور دوسرا "بلاء دمشق يَعْقِبُهُ بلاء آخر سِرُّكَ سِرِّي"۔ انہوں نے حضور ایدہ اللہ سے درخواست کی کہ ان دونوں الہامات کی حکمت اور توضیح بیان فرماویں۔

حضور انور نے فرمایا جہاں تک پہلے الہام کا تعلق ہے وہ ان الفاظ میں بھی بیان ہوا ہے "يدعون لك ابدال الشام"۔ یہ دونوں ملتے جلتے الہام ہیں جو اہل شام سے متعلق ہیں۔ اور بہت ہی دلچسپ الہام ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجاز سے متعلق کچھ بھی علم نہیں دیا گیا تھا۔ اگر آپ خود ہی الہام گھڑنے والے اور پھر انہیں خدا کی طرف منسوب کرنے والے ہوتے تو اس قسم کے الہام کے لئے سب سے پہلی بات یہ آپ کے ذہن میں آنی چاہئے کہ اہل مدینہ اور اہل مکہ تمہیں بلا رہے ہیں اور تم پر سلام بھیجتے ہیں۔ لیکن ایسا کچھ نہیں کہا گیا اور نہ ہی ایسا ہوا۔ جبکہ احمدیت کے ساتھ سب سے پہلا تعلق حجاز کے علاقہ سے ہوا۔ سب سے پہلا احمدی حجاز اور عراق سے ہوا۔ اس لحاظ سے یہ بہت ہی دلچسپ الہام ہے اور اس پر مزید غور اور گہری نظر کرنی ہو گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں کوئی بھی سیرین (Syrian) آپ پر ایمان نہیں لایا تھا۔ اور میرے نزدیک سیریا (Syria) سے مراد ایک وسیع علاقہ ہے بشمول لبنان اور فلسطین۔ کیونکہ اس زمانہ میں اس سارے علاقہ پر سیریا (شام) کو محیط سمجھا جاتا تھا۔ اور اس سارے علاقہ کو ہی اس الہام میں مد نظر رکھ کر بات کی گئی ہے۔ کیونکہ سیریا وہ علاقہ ہے جس کی زمین احمدیت کا پودا لگانے اور قبول کرنے کے لحاظ سے باقی سارے عرب سے زیادہ زرخیز ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو خبر دی کہ وہاں کے لوگ تمہارے انتظار میں بیٹھے ہیں اور تمہیں پکار رہے ہیں۔ "یدعون" کے دو مطلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہارے لئے دعا کر رہے ہیں جیسے "یصلون" کے لفظ سے بھی ظاہر ہے۔ اور دوسرے یہ کہ تمہیں بلا رہے ہیں، تمہیں دعوت دے رہے ہیں۔ اور حقیقت میں یہی کچھ ہوا۔ احمدیت سب سے پہلے وسیع علاقہ شام میں پہنچی۔ سب سے بڑی جماعت فلسطین میں ہے اور اس کے بعد خود ملک شام میں۔ اور شام میں احمدیت کی اشاعت کا تناسب باقی سب جگہوں سے زیادہ ہے۔ باوجود شدید مخالفت اور انتہائی نامساعد حالات کے اور باوجود اس کے کہ انہیں شدید ایذاء دی جاتی اور سزائیں دی جاتی ہیں اور بعض اوقات احمدیت کی خاطر قید خانوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ وہاں احمدیت کی اشاعت نہیں رکی اور پھیلتی جا رہی ہے۔ یہی تو اس الہام کا پورا ہونا ہے جس کا ہم اپنی آنکھوں سے نظارہ کر رہے ہیں۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ وہ دن دور نہیں جب اہل شام اور وہاں کی حکومت احمدیت کی طرف بھرپور توجہ کرے گی۔

جہاں تک شامی احمدیوں کے خلوص اور معیار کا تعلق ہے انتہائی قابل رشک ہے۔ جب وہ احمدی ہوتے ہیں تو ان کی طرف سے بے انتہاء پیار اور خلوص کا اظہار ہوتا ہے اور خصوصاً حضرت مسیح موعودؑ سے بے اختیار محبت میں ان کی حالت وہی ہوتی ہے جو اس الہام میں بیان ہوئی ہے کہ "يُصَلُّونَ عَلَيْكَ اَبْدَالُ الشَّامِ" یہ تو ہے تفسیر پہلے الہام کی۔

دوسرے الہام کی حقیقت بھی مزید وضاحت چاہتی ہے۔ لوگوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس الہام کے بہت سے مختلف منطوق اور مطلب اخذ کئے۔ لیکن اس الہام کے آخری حصہ میں لفظ "سرّ" بتا رہا ہے کہ یہ ایک بھید ہے اور پوشیدہ امر ہے۔ تو جب تک یہ سرّ ہے اس وقت تک کوئی بھی وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا یہاں تک کہ یہ حقیقت کا روپ دھارے اور واقعہ رونما ہو جائے اور خدا تعالیٰ خبر دے دے کہ اس الہام میں فلاں واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا مجھے ہمیشہ اس الہام میں دلچسپی رہی ہے کیونکہ کوئی بہت ہی اہم اور حیرت انگیز امر ہے جس کی طرف اس الہام میں اشارہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب یہ واقعہ رونما ہو گا تو ہر ایک انسان پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ وہ بلاء کیا تھی جس کا اس الہام میں ذکر ہے اور یقیناً اس کے وقوع کا وقت قریب ہے اور جس کے وقوع سے نہ صرف احمدیت کے لئے بلکہ خود اہل شام کے لئے اس علاقہ میں بہت خوشکن حالات پیدا ہو نگے۔ انشاءاللہ۔

☆......☆......☆

سوال: اگر مسلمان علماء احمدیت قبول نہیں کرتے اور اس کی سچائی پر ایمان نہیں لاتے تو ایسی صورت میں مسلمان ممالک اور اسلامی دنیا کی کیا حیثیت باقی رہتی ہے ؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: جب بھی خدا تعالیٰ کسی بندے کو مبعوث کرتا ہے تو اس کی بعثت کی بہت سی وجوہ اور مقاصد ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس بارہ میں بہتر علم رکھتا ہے لیکن قرآن کریم ان مقاصد کے بارہ میں عمومی ذکر کرتا ہے۔ سب سے بنیادی وجہ جس کی خاطر خدا تعالیٰ کسی شخص کو مبعوث کرتا ہے وہ ہے مذہبی لوگوں کا بگڑ جانا اور ان کا ان صحیفوں کی غلط تشریحات کرنا جو ان سے قبل نازل کئے گئے تھے۔ یہ وہ بنیادی وجہ ہے جو یہود اور ان لوگوں کی نسبت جو کسی بھی دین کی پیروی کرتے تھے قرآن کریم میں بالاستمرار بیان ہوئی ہے۔

دوسری بنیادی وجہ یہ ہے، اس کے علاوہ بھی بہت سی وجوہ ہیں، لیکن میرے نزدیک ان وجوہ میں سے دوسری اہم وجہ جو بڑی وضاحت سے ان حالات پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے یہ ہے کہ جب مذہبی قیادت میں فساد اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور انہیں دین کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہوتی انہیں صرف اور صرف اپنے مصالح کی فکر ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کو اس کی آیات کو سستے داموں فروخت کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بات تو مذہب کی کرتے ہیں لیکن اس کے پس پردہ ان کے دنیاوی مقاصد پوشیدہ ہوتے ہیں۔ اللہ کی آیات کا فروخت کرنا ایسا نہیں ہے کہ گویا وہ مارکیٹ میں جاتے ہیں اور وہاں بیٹھے آوازیں لگا رہے ہوتے ہیں کہ یہ آیت لے لو اور یہ آیت لے لو۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان آیات سے ایسے مطلب نکالتے اور ان کی تشریحات کرتے ہیں کہ جس سے ان کا کوئی نہ کوئی مقصد حل ہوتا ہو یا اس سے ان کے کسی فیصلہ کی تائید ہوتی ہو۔ مثال کے طور پر بعض اوقات گورنمنٹ کسی معاملہ پر علماء سے فتویٰ طلب کرتی ہے کہ ہمیں فلاں معاملہ کے حق میں اس کتاب میں سے کوئی تائیدی ثبوت یا دلیل چاہئے تو وہ علماء کہتے ہیں ٹھیک ہے یہ تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں۔ ہمیں تھوڑا سا وقت دو۔ اور پھر وہ ہیر پھیر کر کے کسی آیت سے استدلال کر کے فتویٰ دے دیتے ہیں کہ ہاں یہ جائز ہے تم ایسا کر سکتے ہو۔

جب کسی مذہب کے علماء، ان کا تعلق خواہ کسی مذہب سے ہو، میں صرف اسلام ہی کی بات نہیں کر رہا، دین کے سیدھے راستہ سے ہٹ کر فساد و انتشار اور گمراہی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں تب وہ وقت ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ قیادت اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جس سے مارشل لاء کا تصور ہمارے ذہن میں آتا ہے جبکہ سیاسی لیڈر شپ Law & Order اور انتظام بحال رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہے۔ بے شک کہ میں مارشل لاز کے حق میں نہیں ہوں لیکن ایسا ہوتا ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہوتا۔ مارشل لاء لاگو کیا جاتا ہے اور سیاسی لیڈر شپ لوگوں کے ہاتھوں سے چھین لی جاتی ہے۔ یہ غلط اقدام ہوتا ہے کیونکہ یہ تو انسانوں کے بنائے ہوئے اصول و قوانین ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ مارشل لاء قائم کرتا ہے تو وہ ہمیشہ درست ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب تم میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں جو میری مخلوق کی رہنمائی کر سکے، اس معاملہ کو میں اب اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں۔ اب جہاں میں چاہوں گا اور جسے چاہوں گا مقرر کروں گا۔ پھر وہی علماء اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص کیوں، یہ چھوٹا سا، کم حیثیت والا انسان ہے اور یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے جن کو کہ ہم سمجھتے تھے کہ ان عالی مرتبہ اور عزت و وجاہت والوں میں سے ہونا چاہئے۔ وہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں اور ان کی اس طرح کی باتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہی درست وقت تھا جس میں خدا تعالیٰ نے کسی کی بعثت کا فیصلہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"أهُمْ يقسمون رحمة ربك"۔(الزخرف: ۳۳)

کیا یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کو تقسیم کریں گے؟ گویا کہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ اور اس کی مرضی ان لوگوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے۔ تو سوسائٹی کا یہ طرز عمل مکمل طور پر اس بات کی تائید کر رہا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے عین وقت پر فیصلہ فرمایا ہے۔ جب ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے تو پھر ضرور خدا تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ اگر کسی قوم کی ہلاکت کا فیصلہ کر لیتا ہے تو پھر معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ بالکل بھی پرواہ نہیں کرتا اور ان لوگوں کو گمراہی میں اور بھی بڑھا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس انجام کو دیکھ لیتے ہیں جو ان کا مقدر ہو چکا ہوتا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کسی مذہب کے متعلق فیصلہ کر چکا ہو کہ اسے زندہ رکھا جائے گا اور اس کے ماننے والوں کو حیات بخشی جائے گی تو پھر ان کی ہدایت کے لئے اپنے برگزیدہ راہنما ظاہر کرتا ہے اور یہی وہ مفہوم ہے جو امام مہدی اور مسیح موعودؑ سے متعلق پیشگوئیوں کا میں سمجھتا ہوں۔ سوال کے دوسرے حصے کا جواب دینے سے قبل یہ وضاحت ضروری تھی جو میں نے ابھی بیان کی ہے۔

جب خدا تعالیٰ انسان کو گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے کسی کو مبعوث کرتا ہے تو جو کوئی بھی اس کی پیروی کرتا اور اس پر

ایمان لاتا ہے وہ بچایا جاتا ہے اور جو کوئی اس کا انکار کرتا ہے وہ بربادی کی ایسی راہ اختیار کرتا ہے جہاں سے بعض اوقات واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ کسی بھی مذہب کی تاریخ کو سامنے رکھ کر اس بات کو سمجھا جاسکتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے کو مبعوث کرتا ہے اور لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے تو انہیں کچھ اور مہلت اور مزید موقع دیا جاتا ہے اور اگر وہ اس انکار میں اصرار اور استمرار اختیار کرلیں تب بھی بعض اوقات خدا تعالیٰ انہیں ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے اور آخر تک اپنی طرف آنے کا موقع دیتا ہے یہاں تک کہ نوبت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ان کی حالت بزبان حال یہ کہہ رہی ہوتی ہے کہ تم نے جو کرنا ہے کرو ہم اس طریق کو چھوڑنے والے نہیں۔ اس راہ کو مسلسل اختیار کئے رہیں گے اور اے مدعی ہم تیرا انکار کرتے اور تجھے رد کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہم تیری ناکامی اور بربادی کے لئے ناخنوں تک زور لگائیں گے اور اس دنیا سے تیرا نام ونشان مٹانے کے لئے جو کچھ بھی ہمارے بس میں ہے اختیار کریں گے ۔ مخالفین کی طرف سے جب دشمنی کی انتہاء ہو جاتی ہے جیسی کہ فرعون اور اس جیسے اور کئی دوسروں نے اختیار کی تھی تو پھر سزا اور خدا تعالیٰ کا عذاب نسبتاً جلدی ظاہر ہوتا ہے۔

بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں احمدیت کے خلاف شدید مخالفانہ کاروائیاں کی گئی ہیں ۔ خصوصاً اس برصغیر پاک وہند میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ ویسی ہی صورت بنگلہ دیش کی بھی ہے جہاں مسلسل احمدیوں کو نقصان پہنچانے ، تکالیف دینے اور شہید کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے اور ابھی بھی مسلمان علماء کی طرف سے یہ دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ ہم بخشی بازار میں احمدیوں کی مسجد اور ان کے گھروں پر حملہ کریں گے اور ان کی زندگیاں اجیرن کردیں گے یہاں تک کہ احمدی مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ جب نوبت اس حد تک پہنچ جاتی ہے تو پھر بھی ضروری نہیں کہ تمام لوگوں کو سزا دی جائے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلسل جاری رہنے والا عذاب نازل ہوتا ہے۔ انہیں ڈرانے کے لئے اور سچائی کی طرف ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے انہیں بے شمار مواقع اور ڈھیل دی جاتی ہے اور تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض اوقات یہ دَور بہت لمبے چلتے ہیں۔ اس خدائی تدبیر کے بارہ میں ہم کوئی فیصلہ نہیں دے سکتے۔

فرعون کو ہی دیکھ لیں۔ اس کا انکار پر انکار کرتے چلے جانا اور حضرت موسیٰ کی مخالفت اور دشمنی میں کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ یکے بعد دیگرے نو (۹) نشان اُسے دکھائے گئے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ بہت سرعت سے تھوڑے سے وقت میں ہوگیا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ عذاب کی خبر آئی اور اس نے لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کیا اور خصوصاً ان کے بڑوں اور ان کے سرداروں کو۔ پھر انہوں نے کسی حد تک توبہ کا اظہار کیا کہ شاید ہم مخالفت میں کچھ زیادہ ہی آگے بڑھ گئے تھے۔ اے موسیٰ تو خدا سے ہمارے لئے دعا کر۔ نشان دیکھنے کے بعد ایک عام حالت اس طرح کی پیدا ہوئی تھی۔ اس وجہ سے وہ سزا ایک وقت تک کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ عذاب ایک دم یا چند دنوں میں نہیں اٹھایا جاتا۔ جیسے کہ طوفان آیا اور پھر خدا نے فیصلہ کیا کہ بس اب مزید طوفان نہیں اور اس سزا کو کچھ وقت کے لئے ختم کردیا اور زندگی نارمل حالت پر لے آیا۔ لیکن انہوں نے پھر ویسی ہی حرکتیں شروع کردیں اور اعتراض کرنے شروع کردئے کہ یہ ایسا ہے اور وہ ایسا ہے۔ ہم نے اس بارہ میں تمہاری بات نہیں مانی اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا تھا۔ خدا نے کہا ٹھیک ہے پھر میرا ایک اور عذاب چکھو۔

جب فرعون کی قوم کو نو (۹) نشان دئے گئے تھے جس کا زمانہ سالہا سال پر ممتد تھا تو پھر ہم آج مسلمانوں پر ویسی ہی حالت اور سلوک کے اطلاق کو کیسے نظر انداز کرسکتے ہیں۔ اس لئے کہ مسلمان قوم موسیٰ کی قوم کی نسبت اس بات کی بہت زیادہ حق دار ہے کہ اسے لمبی مہلت دی جائے کیونکہ انسانیت کی بقا اور اس کے مستقبل کا انحصار اور دارومدار اور بقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وابستہ ہے ۔ بے شک کہ وہ غلط طریق اپنائے ہوئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انہیں مزید مہلت اور موقع دے گا۔ دوسرے یہ کہ آج کل مسلمانوں میں احمدیت کے لئے بہت توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ لوگ جتنا زیادہ احمدیت کے متعلق علم حاصل کررہے ہیں اتنا ہی زیادہ احمدیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ میں نے لوگوں کا ایسا رجحان اور توجہ احمدیت کے پیغام کی طرف اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی جیسی کہ آج ظاہر ہو رہی ہے۔ احمدیت کی طرف مسلمانوں کے اس رجحان کو سامنے رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو مہلت دے گا اور سزا کو ان سے کچھ وقت کے لئے روک لے گا۔ انشاء اللہ۔

جہاں تک بعض حکومتوں کا تعلق ہے میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ بعض حکومتیں اپنے اندرونی ملکی مقاصد میں اس حد تک اندھی ہو چکی ہیں کہ اب انہیں مذہب اسلام میں قطعاً دلچسپی نہیں اور ان ملکوں کے مذہبی علماء کو اسلامی اقدار کی چنداں پرواہ نہیں۔ وہ اپنے ذاتی مقاصد اور سیاست میں اس حد تک الجھے ہوئے ہیں کہ انہیں عوام کی عادات و خصائل اور معاشرتی بہتری میں کچھ بھی دلچسپی نہیں۔ عوام بے شک چور بنیں، ڈاکے ڈالیں ، عزتیں لوٹیں ، غنڈہ گردی کریں اور جھوٹ و بے ایمانی اور ہر قسم کے گندے اور برے اعمال میں ملوث ہوں مُلّاں کو اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں۔ لیکن ان لوگوں میں سے اگر کسی کو خدا تعالیٰ کے پیغام پر کان دھرتا اور اچھائی کی طرف مائل ہوتا دیکھیں تو پھر آپے سے باہر ہو جاتے اور غصہ اور انتقام کی آگ میں جل کر انتہائی حربے استعمال کرتے ہیں۔ یہ وہ حالت ہے جو خدا تعالیٰ کے عذاب کو کھینچنے والی ہے۔

یہ دو مختلف گروہ ہیں ۔ ایک ہیں عام مسلمان ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ معصوم ہیں ، سادہ منش ہیں، ان کی غلط راہنمائی کی جاتی ہے۔ کیونکہ جب انہیں احمدیت سے متعلق سچائی معلوم ہو جاتی ہے تو وہ سمجھ جاتے ہیں، توجہ کرتے ہیں اور ان کی طرف سے بہت عمدہ Response ہوتا ہے۔ یقیناً ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچائے جائیں گے اور حفاظت میں رکھے جائیں گے لیکن ان کے لیڈر جو انتہائی احمقانہ فیصلے کرنے والے ہیں ۔ گورنمنٹ حقیقت کو جانتی ہے اور جانتے بوجھتے ہوئے ارادۃً خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کے خلاف غیر منصفانہ اور غیر عادلانہ کارروائیاں کرتی ہے۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ ایسے لیڈر اور گورنمنٹ زیادہ دیر تک عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

☆......☆......☆

سوال: حاضرین مجلس میں سے کسی نے سوال کیا کہ عرب دنیا کے عام مسلمانوں میں سے بعض کہتے ہیں "ہم دیندار ہیں اور احکام دینیہ پر پورا پورا عمل کرنے والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو سمجھتے ہیں اور سنت رسول پرعمل کرنے والے ہیں ۔اس وجہ سے ہم احمدیت میں شامل ہونے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ ایسی صورت میں انہیں کیا جواب دیا جائے؟

حضور انور نے فرمایا: کہ انہیں یہ بتانا چاہئے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ان سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپ کو جو بھی علم ملا خدا تعالیٰ نے عطا کیا۔ اس وقت آپ کو علم دیا گیا کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ اکثر مسلمان اور ان کے علماء اور لیڈر دین سے برگشتہ ، غافل اور کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اپنی کوششوں میں غیر متحد ہونگے اور ان میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ اور حقیقت میں لوگ اصل قبلہ کو گم کر بیٹھیں گے ۔ اگر یہ لوگ جن کی آپ بات کررہے ہیں اس بات کو نہیں مانتے تو پھر یہ بالکل بھی نیک لوگ نہیں ہیں ۔ کیونکہ کوئی بھی مومن ان باتوں سے انکار نہیں کرسکتا۔ اس مسئلہ کا حل بڑی وضاحت کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی میں بیان ہوا ہے۔ آپؐ نے اس کا حل یہ نہیں بیان فرمایا کہ جو تم پسند کرتے ہو یا جسے تم اچھا سمجھتے ہو اس مسلک کو اختیار کئے رکھو۔ بلکہ اس مسئلہ کا حل یہ بیان فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ امام مہدی کو مبعوث کرے گا اور جب تمہارے کانوں میں اس کی آمد کی خبر پہنچے اور تمہیں معلوم ہو کہ وہ آگیا ہے تو اس وقت بے شک تمہیں اپنے گھٹنوں کے بل بھی چل کر جانا پڑے اور برف کے تودوں پر سے بھی گزرنا پڑے تو اس کے پاس جاؤ "فبایعوہ" پس اس کی بیعت کرو۔ اور اگر یہ حدیث نہ بھی ہوتی تو بھی کامن سینس (Common Sense) تقاضا کرتی ہے کہ اگر ایک شخص کو خدا تعالیٰ مبعوث کرتا ہے تو اسے مانا جائے اس پر ایمان لایا جائے ۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے اس نبی پر ایمان نہیں لاتا تو کیا پھر بھی وہ شخص جسے تم نیک بتا رہے ہو نیک اور صالح کہلا سکتا ہے ؟۔ نیک وہ ہے جو خدا کے حضور نیک لکھا جاتا ہے اور ایسے لوگوں کو ہر حال میں خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان لانا اور اسے قبول کرنا لازم ہے۔ سب سے اولین امر جو کسی کو نیک بناتا ہے وہ اطاعت اور فرمانبرداری ہے ۔ کوئی انسان جتنے مرضی ہے نیک اعمال کرتا پھرے اگر وہ تسلیم وفرمانبرداری کی صفت سے عاری ہو تو ہرگز نیک کہلانے کے لائق نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ "اَسْلِم" فرمانبرداری اختیار کر ۔ "قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْن" اگر ایسے لوگوں کو فرمانبرداری اختیار کرنے کی توفیق نہیں تو آپ بے شک سمجھتے رہیں کہ وہ نیک لوگ ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں تو وہ پہلے امتحان میں ہی فیل ہو گئے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ نیک لوگوں میں ان کا شمار ہو تو پھر ان کا فرض ہے کہ وہ آپ سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت و سچائی کے ثبوت اور دلائل طلب کریں۔ بعد اس کے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ صداقت کے جو ثبوت اور دلائل انہیں دئے گئے ہیں اور احمدیت کے متعلق انہوں نے جو مطالعہ کیا ہے اس سے ان پر یہی ظاہر ہوا ہے کہ احمدیت جھوٹی ہے اس میں کوئی سچائی نہیں تو پھر بے شک وہ اسی نہج پر رہیں جس پر وہ چل رہے ہیں ۔ کیونکہ پھر کوئی اور چارہ یا اختیار نہیں۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کے نام کے ساتھ ایک آواز اٹھتی ہے تو کوئی نیک انسان یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ اس سے بالا ہے ۔ اگر وہ اپنے آپ کو اس سے بالا سمجھتا ہے تو ایسی صورت میں اس کا شمار کسی اور گروہ میں ہوگا جس کا ذکر قرآن کریم میں آچکا ہے۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

بقیہ: تاریخی اور روحانی پس منظر از صفحہ ۴

اسی کا ہوتا ہے"۔(البدر ۲۴ر اگست ۱۹۰۴ء)

۴.....شیخ گلزار محمد صاحب ولد شیخ عطا محمد صاحب چنیوٹ ۔(بیعت مطبوعہ اخبار بدر ۶ر فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۵)

سلسلہ احمدیہ کے قدیم اخبارات کے سرسری مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بانی جماعت احمدیہؑ کی زندگی میں اس ضلع کے مندرجہ ذیل شہروں، قصبوں یا بستیوں تک احمدیت کا نور پہنچ چکا تھا اور ان مقامات میں مخلص اور ایثار پیشہ جماعتوں کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ جھنگ صدر، جھنگ مگھیانہ، اجہلانہ، بستی وریام، کملانہ، کوبڑہ۔ بھاگووال، پھینیاں والا، بستی بڈی بخش، چک ۳۵، چک ۱۰۸، چک ۱۶۲، برانچ ۲۶۵ جھنگ۔ چنیوٹ، لالیاں، موضع بُرجی لون۔ کوٹ محمد یار۔

قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت مولانا حاجی الحرمین مولانا نورالدین بھیروی، خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد مبارک میں حضرت چوہدری محمد حسین صاحب (والد ماجد ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، نوبل انعام یافتہ) اور ان کے برادر اکبر حضرت چوہدری غلام حسین صاحب جیسے اہل اللہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ جن کے جدّ امجد حضرت سعد بڈھن علیہ الرحمۃ حضرت غوث بہاؤالدین ذکریاؒ (۱۱۸۳ء۔۲۱ر دسمبر ۱۲۶۲ء) کی طرف سے علاقہ بار جھنگ کو اسلامی پیغام پہنچانے پر متعین تھے اور ان کے خلیفہ مجاز تھے حضرت سعد بڈھنؒ اپنے مرشد کے مقبرہ واقع پرانا قلعہ ملتان میں آسودہ خاک ہیں۔

(سوانح حیات چوہدری محمد حسین صفحہ ۱۱ تا ۱۳ مرتبہ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی ۔ محمد احمد اکیڈیمی رام گلی نمبر ۳ لاہور۔ اشاعت اول ۱۹۷۳ء)

یہ دونوں بھائی سلسلہ احمدیہ بالخصوص جماعت احمدیہ جھنگ کے لئے ایک مضبوط ستون ثابت ہوئے۔ حضرت چوہدری غلام حسین صاحب کا انتقال ۲۴ر جنوری ۱۹۵۰ء کو اور حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کا ۷ر اپریل ۱۹۶۹ء کو ہوا۔ دونوں بھائی بہشتی مقبرہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اللھم اغفر لھم و ادخلھم فی جنّٰتِ النعیم۔

خطۂ جھنگ میں قیام مرکز کا رازِ سربستہ

اس خطہ میں مرکز احمدیت کے قیام میں خدا تعالیٰ کی کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ اس کا مختصر جواب حضرت بانی سلسلہ کے مبارک الفاظ میں صرف یہ ہے کہ ؎

تیری باتوں کے فرشتے بھی نہیں ہیں رازدار

بایں ہمہ یہاں حضرت اقدس کے ایک دینی سفر کا تذکرہ اضافہ ایمان و عرفان کا موجب ہوگا جو یہ ہے کہ آپ ایک مقدمہ میں شہادت کے لئے قادیان سے ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء کو بٹالہ تشریف لے گئے اور عدالت سے متصل ایک باغ میں اپنے عشاق کے درمیان رونق افروز ہوئے اور فرمایا ہمارا یہاں آنا تو کوئی اور ہی حکمت رکھتا ہے۔ ہر جگہ جو انسان قدم رکھتا ہے اس میں خدا کی حکمت ہوتی ہے ۔زمین پر کچھ نہیں ہوتا جب تک آسمان پر تحریك مقدر نہ ہو۔

ازاں بعد یہ روح پرور واقعہ بیان فرمایا کہ دو بزرگ ابوالقاسم اور ابوسعید نام تھے۔ اتفاق سے دونوں ایک جگہ اکٹھے ہوگئے۔ ان کے ایک مرید نے کہا کہ میرے دل میں ایک سوال ہے۔ اتفاق سے دونوں ایک جگہ جمع ہوگئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں اور وہ سوال یہ پیش کیا کہ آنحضرت ﷺ جو مدینہ آئے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ ابوالقاسم نے کہا کہ بات اصل میں یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کے بعض کمالات مخفی تھے ان کا بروز اور ظہور وہاں آنے سے ہوا۔ ابوسعید نے کہا بعض لوگ مدینہ میں ناقص تھے اور معرفت کے پیاسے تھے ان کو کامل کرنے اور دلوں کی پیاس بجھانے کے لئے آپ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے ۔(الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴ تا ۱۶۔ البدر ۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۳۔ البدر ۲۱ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۶،۲۷)

ربوہ کی نسبت حیرت انگیز آسمانی خبر

اب آخر میں ربوہ کی نسبت تین حیرت انگیز آسمانی خبروں کا ذکر کیا جاتا ہے جو ۱۹۰۰ء سے ۱۹۴۴ء کے دوران جناب الٰہی کی طرف سے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور بعض اور محبوب بندوں کو دی گئیں اور قیام ربوہ کی شکل میں لفظاً لفظاً پوری ہوئیں۔

پہلی خبر خود حضرت فضل عمرؓ کو متعدد رویاء کے ذریعہ دی گئی جو بہت سے اخبار غیبیہ پر مشتمل تھی جن میں یہاں تک منکشف کردیا گیا کہ :

☆.....قادیان اور اس کے گردونواح میں دشمن یکایک حملہ آور ہوجائے گا۔

☆.....دشمن کی طرف سے خفیہ رنگ میں جنگ ہوگی۔

☆.....قادیان سے جالندھر تک خوفناک تباہی آئے گی اور لوگ نیلہ گنبد یعنی آسمان تلے پناہ لیں گے۔

☆.....دشمن قادیان کی بستی پر بھی غالب آجائے گا البتہ مسجد مبارک کا حلقہ محفوظ رہے گا۔

☆.....حضرت امام جماعت احمدیہ پہاڑیوں کے دامن میں واقع ایک میدان میں نیا مرکز تعمیر کریں گے اور یہ واقعہ پسر موعود سے متعلق انکشاف (۱۹۴۴ء) کے بعد پانچ سال کے عرصہ میں ہوگا۔

☆.....اس انقلاب انگیز واقعہ کے بعد خدا کا نور تمام دنیا میں جائے گا یہاں تک کہ دنیا کا ایک انچ حصہ بھی باقی نہیں رہے گا جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا۔

(آج ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پوری دنیا پر نور کا نزول ہو رہا ہے)۔

حضرت امام ہمام کی جملہ رؤیا میں یہ سب تفصیلات موجود ہیں۔ الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۲۔ ۲۶ر جولائی ۱۹۳۸ء صفحہ ۲،۳۔ ۶ر جون ۱۹۴۴ء صفحہ ۱،۲ پر شائع شدہ ہیں۔(متن کے لئے ملاحظہ ہو "المبشرات" صفحہ ۸۳ تا ۹۶ مرتبہ دوست محمد شاہد ناشر ادارۃ المصنفین ربوہ)۔ یہ اس بات کا دستاویزی ثبوت ہیں کہ ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

دوسری خبر داتہ ضلع ہزارہ کے ایک بزرگ سید میر گل شاہ صاحب کو دی گئی۔ چنانچہ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ بمطابق ۵ر جنوری ۱۹۰۰ء کو حضرت امام الزمان بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ایک مکتوب لکھا کہ :

"آج یکم رمضان شریف کی شب کو مجھے اللہ تعالیٰ نے دکھلایا ایک نقشہ کاغذ کا ہے جس کی خوبصورتی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور اس نقشہ پر جلی قلم سے قادیان کا نام لکھا ہوا ہے اور اُس **نقشہ سے اوپر کی طرف ایك اور نقشہ ہے جو کسی اور مقدس شہر کا ہے جس کا نام فدوی کو بھول گیا ہے"۔**

یہ مکتوب خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت خاص سے ضلع جھنگ کے اولین احمدی مرزا خدا بخش صاحب کے ہاتھوں افتتاح ربوہ سے سینتالیس برس پیشتر ان کی کتاب "عسل مصفّٰی" صفحہ ۶۰ ۷ پر اپریل ۱۹۰۱ء میں شائع کرادیا۔ جو مصلحت خداوندی کا زبردست کرشمہ ہے وجہ یہ کہ موصوف اپنی زندگی کے آخری دور میں غیر مبائع حضرات سے منسلک ہوگئے تھے۔ جن کے ایک اہل قلم اور بزرگ رہنما جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اخبار "پیغام صلح" لاہور مورخہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۹ پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ پر تنقید کرتے ہوئے لکھا تھا :

"بنا بنایا کام، بنی بنائی جماعت، بنی بنائی قومی جائیدادیں، سکول، بورڈنگ، روپیہ خزانہ سبھی کچھ بنا بنایا مل گیا۔ قادیان کا مرکز اور مسیح موعود کا بیٹا ہونا کام بنا گیا۔ قادیان کی گدی نہ ہوتی، مسیح موعود کا بیٹا نہ ہوتے اور **کہیں باہر جا کر میاں محمود اپنے عقیدہ...... کو پھیلا کر دکھاتے اور پھر نئے سرے سے جماعت بنتی اور ترقی کرتی تو کچھ بات تھی"۔**

خدا کی قدرت!!! اس تحریر پر ابھی چودہ سال بھی مکمل نہیں ہوئے تھے کہ تحریک احمدیت کے اولوالعزم قافلہ سالار اور قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر نے ربوہ جیسے عظیم الشان عالمی مرکز کی اپنے دست مبارک سے بنیاد رکھ دی۔ ربوہ کی برق رفتار ترقی کو دیکھ کر نسیم حجازی نے اپنے اخبار کوہستان کی یکم جنوری ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں الطاف سرحدی کے قلم سے یہ نظریہ پیش کیا کہ :

"مغربی پاکستان کے دارالسلطنت کے لئے نہ لاہور موزوں ہے، نہ پشاور، نہ راولپنڈی ۔اس کے لئے موزوں جگہ **قادیانیوں کا مرکز ربوہ ہے۔** ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

تیسری آسمانی خبر حضرت چوہدری غلام حسین صاحب (ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے تایا جان) متوطن جھنگ کو عطا ہوئی جن کے ضلع میں اور جن کی زندگی میں ربوہ کی تعمیر مقدر تھی۔ آپ ۱۹۳۲ء میں عہدہ ڈسٹرکٹ انسپکٹری سے ریٹائرڈ ہو کر تشریف لائے اور پھر ملک معظم شاہ ابن سعود والئ حجاز و نجد کو اپنی خدمات پیش کرنے کے بعد ۱۹۴۷ء تک قادیان میں قیام فرما رہے۔ پھر ہجرت کرکے اپنے وطن جھنگ میں آئے اور یہیں وفات پائی۔

حضرت چوہدری صاحب نے الفضل ۹ر مارچ ۱۹۴۵ء صفحہ ۴ پر ایک ایمان افروز نوٹ شائع کیا کہ (۱۹۳۲ء سے قبل) کرنال میں سرکاری ملازمت کے دوران آپ نے متضرعانہ دعائیں کیں کہ "الٰہی تین کو چار کرنے میں" کیا راز ہے؟ اس پر آپ کو عالم رؤیا میں یہ حقیقت افروز نظارہ دکھایا گیا کہ :

"دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان میدان ہے ۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود کا جلسہ ہے اور خوب چہل پہل ہے خدام کام کر رہے ہیں اور دو پہاڑیوں کے درمیان ایک سڑک بنا ڈالی ہے .... سامنے کی پہاڑی پر میں ...... اونچی سریلی آواز میں یہ شعر جو حضرت مسیح موعودؑ ہی کا ہے وقفوں کے ساتھ بولتا ہوں۔ ؎

نگاہِ رحمتِ جاناں عنایت ہا بمن کرد است
وگرنہ من کسے یا بد بایں رشد و سعادت را

(یعنی خدا تعالیٰ کی نظرِ کرم نے مجھ پر عنایت فرمائی ہے وگرنہ میں یہ رشد و ہدایت کیسے پاسکتا تھا۔)

سبحان اللہ۔ حق تعالیٰ نے برس ہا برس قبل جبکہ ربوہ کا کوئی تصور بھی کسی فرد بشر کے ذہن میں نہیں آسکتا تھا، اس کے محل وقوع اس کی تعمیر میں جوانان احمدیت کے ناقابل فراموش کردار، اور محض اس کی عنایت سے وادی غیر ذی زرع اور پر ہول اور کلر زدہ ویرانے کے شہر میں ڈھل جانے کا کیا پر کیف نقشہ دکھلادیا۔ ناممکن ہے کہ کوئی مادی قلم اس سے زیادہ جامع اور بلیغ انداز میں مستقبل کی ایسی تصویر کھینچ سکے۔

اس پراسرار رؤیا سے بالبداہت ثابت ہے کہ اللہ جلشانہ وعزّاسمہ نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے الفاظ میں جو عظیم الشان بشارت دی تھی ربوہ اس کی دلکش عملی تعبیر بھی ہے اور سیدنا محمودؓ کی حقانیت کا زندہ و تابندہ نشان بھی ؎

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

بانئ ربوہ کی پر شوکت پیشگوئی

بانئ ربوہ سیدنا فضل عمر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸۸۹ء۔۱۹۶۵ء) کی ایک پر شوکت اور پر جلال پیشگوئی پر یہ مقالہ خصوصی ختم کیا جاتا ہے۔ فرمایا :

" ربوہ کے چپے چپے پر اللہ اکبر کے نعرے لگ چکے ہیں۔ اور رسول کریم ﷺ پر درود بھیجا جاتاہے ۔ یہ بستی انشاء اللہ قیامت تك خدا کی محبوب بستی رہے گی ۔ یہ بستی انشاء اللہ کبھی نہیں اجڑے گی بلکہ قادیان کی اتباع میں اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کو بلند سے بلند تر کرتی رہے گی"۔(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۵۶ء صفحہ ۳ کالم ۲)۔ ؎

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعا گو
ربوہ کو پہنچتی رہیں کعبہ کی دعائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والے براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

احیائے موتٰی کا حیرت انگیز نشان

کچھ سال پہلے ہالینڈ کے جلسہ سالانہ میں محترم چودھری ریاض احمد صاحب (شہید شب قدر) کے خسر محترم ڈاکٹر عبدالرشید خان صاحب نے واقعہ شب قدر کے حوالے سے کچھ واقعات بیان کئے تھے جو واقعات ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا ار اگست ۹۸ء میں "الفضل انٹرنیشنل" کا حوالہ دیئے بغیر منقول ہیں-

محترم خانصاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میرا ایک زیر تبلیغ دوست دولت خان میرے پاس آیا اور ربوہ جانے کی خواہش ظاہر کی- میں اُسے ربوہ لے گیا جہاں دارالضیافت میں تین دن قیام کیا لیکن اِس عرصہ میں اُس نے احمدیت کے بارہ میں کوئی بات نہیں کی بلکہ آخری دن صرف یہ کہا کہ وہ بیعت کرنا چاہتا ہے- میں نے کہا بیعت کرنا آپ کا حق ہے لیکن اس کے بعد یہ یہ ابتلاء آسکتے ہیں اسلئے اچھی طرح سوچ لیں- اُس نے بتایا کہ اُس کے ماما فضل ربی نے (جو جامعہ دارالعلوم کا پرنسپل ہے) خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ قادیانی جب بنتے ہیں تو انہیں قرآن شریف پر نہلایا جاتا ہے اور قرآن شریف پر سے گزر کر وہ قادیانی بنتے ہیں- لیکن جب وہ ربوہ پہنچا تو اُس نے آنحضور ﷺ کی مدح میں اور قرآن شریف کی تعظیم میں جو اقتباسات پڑھے اُس نے اُسے قبول احمدیت پر مجبور کردیا- چنانچہ جلد ہی اُس نے باقاعدہ بیعت کرلی اور پھر اُسے دعوت الی اللہ کا جنون ہوگیا- اُس کا مطالعہ اتنا گہرا تھا کہ کوئی ملّاں اُس کے سامنے بات نہیں کر سکتا تھا- جب مقامی ملّاں عاجز آگئے تو باہر سے مولوی منگوائے گئے اور وہاں ساڑھے تین سو آدمی جمع ہوگئے- وہاں ایک بڑے پیر صاحب نے ہماری بات سُن کر کہا کہ اگر یہ احمدیت ہے تو میں بھی احمدی ہوں- اِس کے بعد پورے علاقہ کو یہ محسوس ہونے لگا کہ یہاں اب احمدیت پھیل جائے گی اور مولویوں نے وہاں کے ایک بااثر آدمی افتخار خان کو خط لکھا اور مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا کہ میری وجہ سے احمدیت وہاں پھیل رہی ہے اور مَیں اور دولت خان واجب القتل ہیں-

جب مجھے پتہ چلا تو میں رات ساڑھے گیارہ بجے افتخار کے پاس گیا، وہاں اور مولوی بھی جمع تھے- رات دو بجے تک اُسے احمدیت کے بارے میں بتاتا رہا پھر سکوٹر پر پشاور آگیا- مَیں نے اُسے کہا تھا کہ سارا خرچہ ہم دیں گے آپ اپنے مولویوں کو بلائیں اور بحث کروائیں- جب دشمنوں نے دیکھا کہ ہم کسی طرح ڈرتے نہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ بحث کے لئے تیار ہیں لیکن شرائط میں یہ شرط بھی ہوگی کہ جو فریق ہار گیا اُسے قتل کر دیا جائے گا- اس شرط کا مقصد یہ تھا کہ ہم خوف سے بحث کی طرف آنے سے انکار کردیں لیکن ہم نے یہ شرط مان لی اور کہا کہ تم بے شک ہمیں قتل کر دینا لیکن اگر تم لوگ ہار گئے تو ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے بلکہ تم صرف مسجد میں جاکر اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دینا- اور اِس ثبوت کے لئے کہ کون ہارا اور جیتا ہے یہ طریقہ ہم نے پیش کیا کہ ساری بحث ریکارڈ کرلی جائے گی تاکہ اگر احمدی قتل کئے جائیں تو وہ ریکارڈ حکومت کو پیش کردیا جائے تاکہ کسی پر الزام نہ آئے- پہلے مولویوں نے یہ بات مان لی لیکن پھر مولویوں کو ہوش آئی کہ وہ تو ہمارے عام آدمی کے ساتھ بھی بحث نہیں کرسکتے اور اگر کوئی احمدی عالم آگیا تو وہ اُن کا کیا حشر کرے گا-...... آخر انہوں نے شرط لگائی کہ مَیں بحث کی جگہ پر نہیں جاؤں گا- اُن کا خیال تھا کہ یہ ڈرتا نہیں اس لئے اگر یہ نہیں آئے گا تو کوئی بھی نہیں آئے گا- لیکن مَیں نے یہ شرط بھی مان لی اور کہا کہ میں وہاں نہیں آؤں گا لیکن وہیں کہیں موجود رہوں گا- چنانچہ جب ہم وہاں پہنچ گئے تو قریباً ایک گھنٹہ پہلے وہاں کی تقریباً دس مسجدوں میں ملّاؤں نے اعلان کروادیا تھا کہ مفتی محمود نے اِن لوگوں کو کافر بنایا ہے اس لئے ہم اِن سے بات نہیں کریں گے-

ہم وہاں پہنچے تو وہاں آٹھ دس گاؤں جمع تھے- رات ساڑھے بارہ بج گئے تو میری درخواست پر ایک بزرگ احمدی حاجی بختیار احمد نے احمدیت کے بارے میں ایک مضمون مجمع کو پڑھ کر سنایا اور تین گھنٹے کا یہ مضمون ریکارڈ کرلیا گیا- پھر مَیں پشاور آگیا اور دولت خان کو پولیس نے تحفظ دینے کے نام پر گرفتار کرلیا- چنانچہ مَیں شب قدر گیا- کچہری میں اشتہار لگے تھے کہ قادیانی واجب القتل ہیں- مجسٹریٹ نے کہا دو دن کے لئے عدالت میں چھٹی ہے اسلئے ہم دو دن بعد نو تاریخ کو آئیں-

پہلے ہم ایک احمدی دوست کی کار میں کچہری جایا کرتے تھے لیکن نو تاریخ کو ہم نے ایک ٹیکسی کروالی اور جب کچہری کی طرف چلے تو دیکھا کہ راستہ میں ہزاروں لوگ جمع ہیں جنہیں سوات، دیر اور بڑی دور دور سے منگوایا گیا تھا- وہ اُس گاڑی کو تلاش کر رہے تھے جس میں ہم وہاں جایا کرتے تھے لیکن اُنہیں ٹیکسی کا خیال نہیں آیا- ہم کچہری کے احاطے میں پہنچے تو وہاں بھی کئی ٹولیاں کھڑی تھیں- ابھی دس پندرہ منٹ گزرے تھے کہ دولت خان کا بھائی آیا اور اُس نے آتے ہی مجھے تھپڑ مارا اور گریبان سے پکڑ کر کئی لوگ مجھے گھسیٹتے ہوئے مجمع میں لے گئے اور اپنی طرف سے انہوں نے مجھے جان سے مار دیا- اُس وقت اگرچہ میرا جسم بے حس تھا لیکن میرا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا اور میں اُن کی تمام باتیں سُن رہا تھا- پھر انہوں نے میرے داماد ریاض شہید کو پکڑا اور کچہری کی طرف لے گئے اور مجھے بعد میں عینی شاہدوں نے بتایا کہ ریاض کو شہید کر کے اُس کی لاش کو مسخ کیا گیا اور اُس کے گلے میں رسّی ڈال کر ایک ریڑھے سے باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا گیا اور اُس کی آنکھیں نکالی گئیں- اُس کے جسم کا سارا گوشت اتر گیا تھا- چند دن پہلے ہی اُس نے اپنی اہلیہ کو رات کو اٹھا کر کہا تھا کہ میں تم سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں، تم نے بچوں کا خیال رکھنا ہے اور رونا پیٹنا نہیں اور میرے جسم پر گوشت نہیں ہوگا-

جب مخالفین کو اطمینان ہوگیا کہ دونوں مرگئے ہیں تو وہ خوشی کا اظہار کرنے لگے- میرے جسم کو ایک پک اَپ میں پھینک کر چارسدہ ہسپتال بھجوادیا- ہسپتال میں میرے مُردہ جسم کی تلاشی لی گئی- میرے پاس وکیل وغیرہ کو دینے کے لئے دس پندرہ ہزار روپیہ تھا- میں نے ڈاکٹر کو کہا کہ تم مجھ سے پیسے لو اور اسی سوزوکی پک اَپ میں مجھے پشاور ریفر کردو- اُس نے ساڑھے تین چار ہزار روپیہ لیا باقی پولیس والوں نے لے لیے اور مجھے لیڈی ریڈنگ ہسپتال لے آئے جہاں احمدی ڈاکٹر بھی تھے- میری پسلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں اور دونوں ہاتھ فریکچر تھے- ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ میں چند منٹ کا مہمان ہوں- مجھے ہسپتال میں بھی بیڑیاں لگی ہوئی تھیں- احمدی ڈاکٹر نے ایس ایس پی کو فون کیا کہ کیا اِس پر کوئی چارج ہے تو اُس نے کہا کہ نہیں، یہ صرف تحفظ کے لئے لگائی ہوئی ہیں- جب انہوں نے بیڑیاں کھولیں تو میں گھر منتقل ہوگیا جو اسپتال سے دو تین سو گز کے فاصلہ پر تھا- صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب حضور انور کی نمائندگی میں وہاں آئے اور اُن کی دعوت پر میں ربوہ آگیا-

دارالضیافت ربوہ میں میری رپورٹ کا سُن کر کہ یہ محض چند گھنٹوں کا مہمان ہے، وہاں آکسیجن، ایمبولینس اور ڈاکٹر موجود تھے- جب میں وہاں پہنچا تو میں نے کہا کہ میں ہسپتال پیدل جاؤں گا- اور جب وہ مجھے انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں لے جانے لگے تو میں نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں اور آپ حضور کو بھی فیکس کردیں تاکہ حضور کو تکلیف نہ ہو- پھر صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کو میں نے اپنا جسم دکھایا جو چھلنی ہوچکا تھا تو وہ کہنے لگے کہ یہ انسانی طاقت سے بعید ہے، ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم آپ کو کیا دیں، کیا نہ دیں- میں نے کہا صرف چلنے پھرنے کی اجازت دیدیں- اگلے روز وہ اپنے گھر سے ایک چمچ اور ایک شہد کی بوتل لے کر آئے اور چمچ سے شہد نکال کر پیالی میں حل کر کے مجھے دیا اور جب میں نے پی لیا تو بتایا کہ یہ وہ چمچ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کو استعمال کراتے تھے اور یہ وہ شہد ہے جو حضرت ام المومنینؓ نے حضرت ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو دیا تھا جو ویسے ہی محفوظ پڑا تھا- دونوں پہلے کبھی استعمال میں نہیں آئے اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آپ سے زیادہ مستحق اور کوئی نہیں ہوسکتا-

میرے زخمی ہونے کے بعد مجھے نہ چارسدہ میں کوئی دوا دی گئی نہ ربوہ میں اور یہاں ہالینڈ میں ڈاکٹر حیران ہیں کہ اس کی چار پانچ پسلیاں، دونوں ہاتھ اور گھٹنا فریکچر ہیں تو یہ چلتا پھرتا کیسے ہے- میں کہتا ہوں یہ مسیح موعودؑ کا معجزہ ہے کہ وہ آکر مُردوں کو زندہ کرے گا- یہ مسیح موعودؑ کی زندہ نشانی ہے-

-......☆......☆......☆......-

شاہی قلعہ لاہور

لاہور کا شاہی قلعہ پاکستان میں موجود مغلیہ دور کے آثار میں سے ایک عظیم الشان یادگار ہے- اس کا طول ۱۵۰۰؍فُٹ اور عرض ۱۲۰۰؍فُٹ ہے- اس بارے میں ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹؍اگست ۹۸ء میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

اس قلعے کی بنیاد کب رکھی گئی؟ اس کے متعلق تاریخ خاموش دکھائی دیتی ہے تاہم اتنا معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن سام نے جب لاہور پر ۱۱۸۰ء، ۱۱۸۴ء اور ۱۱۸۶ء میں تین حملے کئے تو اس وقت لاہور میں ایک قلعہ موجود تھا- خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یہی قلعہ تھا- ۱۲۴۱ء میں منگولوں نے اسے تباہ کیا اور ۱۲۶۷ء میں غیاث الدین بلبن نے اسے دوبارہ تعمیر کروایا- ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور کی فوج نے دوبارہ اسے تباہ کیا اور سلطان مبارک شاہ نے ۱۴۲۱ء کے آغاز میں پھر اسے مٹی سے تعمیر کروایا لیکن صرف پانچ ماہ بعد ہی شیخان گکھڑ نے اس قلعہ کو پھر برباد کردیا اور بالآخر ۱۴۳۲ء میں شیخ علی والئ کابل نے لاہور فتح کیا اور اس قلعہ کو پھر مرمّت کروایا- اس طرح جلال الدین اکبر کے دَور تک بیرونی حملہ آور یہاں آگ اور خون کا کھیل کھیلتے رہے-

جلال الدین اکبر نے قریباً سوا چار سو سال پہلے مٹی کے قلعے کو مسمار کر کے اس کی جگہ پختہ اینٹوں کی عمارت بنوائی- تعمیر کا کام ۱۵۶۸ء سے قبل مکمل ہوگیا تھا- اکبر کے بعد جہانگیر، شاہجہان اور اورنگ زیب عالمگیر نے بھی اپنے اپنے دور میں اس قلعے کی توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور موجودہ قلعہ ان چار مغل بادشاہوں کی کوششوں کا ایک خوبصورت، دلفریب اور تاریخی شاہکار ہے-

عالمگیری دروازہ : یہ دروازہ اور اس کے ساتھ ملحقہ خوبصورت اور مضبوط دیواریں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور ۱۶۷۸ء میں بنوائی گئیں- یہ دروازہ قریباً ایک صدی تک بند رہا اور قیام پاکستان کے بعد سردار عبدالرب نشتر کے ہاتھوں ۱۸؍نومبر ۱۹۴۹ء کو کھول دیا گیا-

دروازہ شاہ برج : اس دروازے پر شاہجہان کا نام لکھا ہوا ہے- بادشاہی عہد میں یہ بند رہتا تھا- انگریزوں کے دور میں دوسرے تمام دروازے بند کر کے اس کو کھول دیا گیا-

ہاتھی پول دروازہ : اس دروازہ سے بیگمات اور شہزادیاں ہاتھی پر سوار ہوکر سیر کیلئے نکلا کرتی

بقیہ صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

26/03/99 - 01/04/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 26th March 1999
8 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Quran Pronunciation. Lesson No. 15(R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 77 Rec: 29.08.95
02.15	From the Archives: Q/A Session (R)
03.20	Urdu Class: With Huzoor (R)
04.30	Learning Arabic : Lesson No.33 (R)
04.45	Homeopathy Class: Lesson No.18(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Pronunciation 12 (R)
07.20	Saraiky Program, Tarjumatul Quran,
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 77 (R)
09.50	Urdu Class: (R)
10.55	Indonesian Hour: MTA Sports-Volleyball
11.30	Bengali Service: Mainfestation Of Qudrat-i-Saniya
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon - LIVE
14.15	Rencontre Avec Les Francophones(New): Rec: 21.03.99
15.20	Friday Sermon: Rec:26.03.99 (R)
16.25	Children's Corner: Lets learn Salat - Part 2
16.50	German Service: Masih Maud Day -Special
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith.
18.40	Urdu Class
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No. 78 Rec: 30.08.95
20.45	Belgian Program: Children's Class No.25
21.15	Medical Matters: Kidney Diseases
21.50	Friday Sermon: 26.03.99 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones(N):(R)

Saturday 27th March 1999
9 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.40	Children's Corner: Let's Learn Salat Pt2
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 78
02.05	Friday Sermon: 26.03.99 (R)
03.10	Urdu Class: Rec: 24.03.99(R)
04.25	Computers for Everyone: Lesson No.103
05.00	Rencontre Avec Les Francophones(N):(R) Rec: 21.03.99
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News.
06.50	Children's Corner: Lets Learn Salat Pt2
07.15	Mauritian Programme: Nazm, Quiz presented by Lajna Imaillah, Maurice
08.00	Medical Matters: "Kidney Diseases"(R)
08.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.78 (R)
09.40	Urdu Class(New):Rec:24.03.99 (R)
10.55	Indonesian Hour: Tilawat, More....
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Danish: Lesson No. 16
13.10	Interview: with Saqib Zervi Sb
14.00	Bengali Service: Memories Of Dish installation course held in Dhaka 94/95,.....
15.00	Children's Class(New): with Huzoor Rec: 27.03.99
16.05	Children's Corner: Quran Quiz No.43
16.24	Eid Show
16.55	German Service: Masih Maud Day, Quiz,....
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.25	Urdu Class(New): Rec, 26.03.99
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.79, Rec:31.08.95
20.30	A Talk About Hajj
21.20	Q/A Session(New): With Hazoor Rec:07.03.99
22.50	Children's Class(New): with Huzoor (R) Rec:27.03.99

Sunday 28th March 1999
10 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.35	Children's Corner: Quran Quiz, No.43 (R)
02.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.79 (R)
03.05	Urdu Class(New):Rec: 26.03.99 (R)
04.20	Learning Danish: Lesson No. 16 (R)
04.55	Children's Class: Rec:27.03.99 (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40	Children's Corner: Quran Quiz, Part 42(R)
06.55	Majlis-e-Irfan: From London Rec 07.03.99(R)
08.25	Urdu Class: With Huzoor (R) Rec: 26.03.99
10.00	Liqaa Ma'al Arab Session No. 79 (R)
11.00	Indonesian Service: Eid ul Adha 1999
12.05	Tilawat, News
12.40	Children's Corner: Eid Mushaira, Pakistan
13.00	Bengali Service
14.00	Eid Sermon: Rec: 28.03.99
15.00	Eid ul Adha 1999: From Pakistan
16.00	Eid ul Adha 1999: From Canada
17.00	Eid ul Adha 1999: From German
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.25	Urdu Class(New): Rec: 27.03.99
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.80 Rec: 26.09.95
20.30	Eid Sermon: Rec: 28.03.99(R)
21.30	Eid ul Adha 1999: From Pakistan(R)
22.35	Dars ul Quran: Lesson No. 2 Rec: 22.12.98

Monday 29th March 1999
11 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.57	Children's Corner: Eid Mushaira From Pakistan(R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 80(R)
02.20	Eid Sermon: Rec: 28.03.99(R)
03.20	Eid ul Adha 1999: From Canada(R)
04.20	Urdu Class(New): Rec: 27.03.99 (R)
05.25	MTA Variety: Speech by Malik Munawar Ahmad Javed Sb
06.05	Tilawat, Darsul Malfoozat, News
07.00	Children's Corner: Eid Mushaira (R)
07.20	Dars ul Quran: Lesson No. 2 (R) Rec: 22.12.98
08.50	Eid ul Adha 1999: From Pakistan (R)
09.50	Urdu Class: (New): Rec: 27.03.99(R)
11.00	Indonesian Hour: Dars Quran, Daa'watul Amir.
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.9
13.10	MTA Sports: Kabadi Semi Final Lahore vs Rabwah
13.55	Bengali Service: Social Evils & Bid'at, Belief in Ahmadiyyat...
14.55	Homeopathy Class: Lesson No. 19
16.00	Children's Corner: Eid Milan '98 Pakistan
16.55	German Service: Begegnung mit Huzoor, Eid Programme
18.05	Tilawat, Darsul Malfoozat
18.15	Urdu Class:
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.81 Rec: 27.09.95
20.25	Turkish Prog: Truth of Imam Mahdi, Pt 10
21.00	Quiz: Rohani Khazaine Programme No. 21
21.35	Eid Milan '98: From Pakistan(R)
22.25	Homoeopathy Class: Lesson No.19 (R)
23.30	Learning Norwegian: Lesson No.9 (R)

Tuesday 30th March 1999
12 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Workshop No.15 (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 81 (R)
02.20	MTA Sports: Football Final Rabwah vs Rawalpindi
03.05	Urdu Class: (R)
04.21	Learning Norwegian: Lesson No. 9 (R)
04.50	Homoeopathy Class: Lesson No. 19 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Workshop No.15 (R)
07.10	Pushto Programme: Blessings Of Khilafat
07.40	Quiz: Rohani Khazaine, Part 21
08.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.81 (R)
09.20	Urdu Class: (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning French: Lesson No. 28
13.10	Friday Sermon by Huzoor
14.15	Bengali Service: Address to Dayeen -e Ilallah, Nazm
14.50	Mulaqat with Huzoor.
16.00	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran
16.20	Children's Corner: Various Waqfeen e Nau
16.50	German Service: Schone Edelstein, Wilkommen in Deutschland
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 82 Rec: 28.09.95
20.45	Norwegian Service: Contemporary Issues
21.20	Hamari Kaenat: No. 164
21.55	Speech: Jalsa Salana Rawalpindi By Mujeeb ur Rehman Sb
22.20	Mulaqat with Huzoor (R)
23.25	Learning French: Lesson No. 28 (R)

Wednesday 31st March 1999
13 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50	Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran, (R)
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 82
02.15	Children's Programme: Waqfeen e Nau (R) Various Programmes
02.45	Urdu Class: (R)
03.50	Learning French: Lesson No.28 (R)
04.30	Speech: Jalsa Salana Rawalpindi By Mujeeb ur Rehman Sb
04.55	Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50	Children's Corner: Pronunciation of The Holy Quran (R)
07.10	Swahili Muzakra: Seerat un Nabi (SAW)
08.05	Dars ul Hadith: with Jamil ur Rehman Sb With Swahili Translation
08.25	Hamari Kaenat: No. 164 (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 82 (R)
10.00	Urdu Class: (R)
11.05	Indonesian Service: Dars ul Quran
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning German: Lesson No. 14
13.10	Tabarukaat: Zikre Habib Jalsa Salana Rabwah, 1956
13.55	Bengali Service:
15.00	Mulaqat with Huzoor
16.00	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.20	Children's Corner: Warzashi and Tafreehi Programme- Waqfeen- e- Nau
17.00	German Service: Reise un Licht,....
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 83 Rec: 03.10.95
20.45	French Programme: Source de Lumiere
21.10	MTA Lifestyle: Al Maidah, 'Cheese Toast'
21.30	MTA Lifestyle: Shumarah No. 15
22.20	Mulaqat with Huzoor(R)
23.25	Learning German: Lesson No.14 (R)

Thursday 1st April 1999
14 Zul Hajj 1419

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50	Children's Corner: Muaqabla Hifze Ishaar Programme No. 2 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No. 83
02.05	Tabarukaat: 'Zikre e Habib', By Hadhrat Sahibzada Mirza Sharif Ahmad (RA) (R)
02.50	Urdu Class (R)
03.55	Learning German: Lesson No.14 (R)
04.30	Speech: by Raja Muneer Ahmad Khan Sb
04.55	Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
07.00	Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 04.04.97
08.05	MTA Lifestyle: Shumarah No.15 (R)
08.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 83 (R)
09.55	Urdu Class (R)
11.00	Indonesian Service: Learning Salat, more...
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.34
13.00	From the Archives: Q/A with Huzoor
14.00	Bengali Service: Friday Sermon Rec: 10.04.98
15.20	Homoeopathy Class: Lesson No.20 Rec:13.06.94
16.35	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran.
16.55	German Service: Geschichte des Islams,..
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30	Urdu Class
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 84 Rec: 04.10.95
20.45	Documentary: Introduction to Denmark
21.05	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 86
21.40	Homoeopathy Class: Lesson No.20 (R)
23.00	Learning Arabic: Lesson No.34 (R)
23.25	Sajray Phull: Seerat Hadhrat Mian Mohammad Din Sahib (RA)

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, March 26, 1999 Issue No.13

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

مجلس سوال و جواب کا انعقاد

مورخہ ۷/مارچ ۹۹ء بروز اتوار کی شام مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے زیر انتظام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب کا اہتمام محمود ہال لندن میں کیا گیا جس میں ۸۴/ مہمان کرام شامل ہوئے جن میں سے گیارہ افراد نے اُسی روز نماز مغرب کے بعد حضور انور کے دست مبارک پر قبولِ احمدیت کی سعادت حاصل کی- تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہنے والی اس مجلس میں حضور انور سے جو مختلف سوالات ہوئے اُن میں سے بعض کے جوابات ادارہ اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کر رہا ہے-

احمدیت کی تبلیغ اور عالمی قیامِ امن کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ جب بھی کسی مذہب یا فلاسفی کا آغاز ہوتا ہے وہ امن اور سلامتی سے ہی ہوتا ہے- سوال یہ ہے کہ امن کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے- احمدیت کا مؤقف یہ ہے کہ "انصاف" کے بغیر کوئی امن حاصل نہیں کیا جاسکتا کیونکہ انصاف اپنا رنگ نہیں تبدیل کرتا- اس لئے جب کبھی میں امن کا نام سنتا ہوں تو غور کرتا ہوں کہ امن کا دعویٰ کرنے والے انصاف کو کس طرح قائم کر رہے ہیں- اپنے مؤقف کی تائید میں حضور انور نے امریکہ کی مثال پیش کی جو امن کا علمبردار بنا بیٹھا ہے اور اُس کے انصاف کا کیا حال ہے- پھر فرمایا کہ احمدیت میں ہمارا نظام انصاف پر قائم ہے جس کا ہر شخص مشاہدہ کر سکتا ہے- آپ دنیا میں کسی بھی جگہ جماعت احمدیہ کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہی اصول کار فرما نظر آئے گا- ہر احمدی تنظیم کا قیام اور اس کے عہدیداران کے انتخاب کی بنیاد انصاف پر رکھی گئی ہے- بدقسمتی سے کسی کسی جگہ یوں نظر آتا ہے کہ گویا اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو حقیقی تعلیم پر عمل پیرا نہیں ہیں- ایسی صورت میں خلیفہ وقت کو مطلع کیا جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد انصاف اور امن کا قیام ہی ہے- ہمارا سارا لٹریچر اسی مقصد کو پیش کرتا ہے کہ کوئی مذہب پُرامن معاشرے اور انصاف کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا-

اس سوال کے جواب میں کہ اگر اسلام کا مطلب امن ہے تو مسلمان کیوں باہم برسرپیکار ہیں، حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بات اُن مسلمانوں سے معلوم کریں- کیونکہ ہم (احمدی مسلمان) تو آپس میں یا اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑائی نہیں کرتے- اس لئے ہم یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں-

ہم جنسی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ ہم جنسی کے حق میں ہیں وہ قدرت اور ارتقاء کے خلاف کام کر رہے ہیں اور اگر یہ طریق جاری رہتا تو زندگی بہت پہلے نابود ہو جاتی- کسی کا کوئی بھی مذہب ہو، اگر وہ غور کرے تو یہ جان لے گا کہ لذّت کو جنس سے کیوں وابستہ کیا گیا ہے- اس کا ایک ہی جواب ہے کہ ایسا نسل انسانی کی بقا کے لئے کیا گیا ہے- اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کو اپنی نسل بڑھانے میں رغبت پیدا نہ ہوتی- حتّٰی کہ جانور میں بھی یہ تعلق صرف لذت کی خاطر ہی پیدا ہوتا ہے اس لئے جنسی لذت کا اصل مقصد محض نسل کی بقا ہے-

حضور انور نے فرمایا کہ ہم جنس پرست اس قدرتی مؤقف کو رد کرتے ہیں لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ بائبل میں دو شہروں کی تباہی کا قصہ درج ہے جو اسی لئے تباہ کر دیئے گئے تھے- اگر کوئی خدا پر یقین نہیں رکھتا تو فطرت پر غور کرلے اور دیکھے کہ ایسا کرنے والے ایڈز اور بعض دوسری بیماریوں کا شکار کیوں ہو رہے ہیں- یہ خدا کی طرف سے اُنہیں سزا دینے کا ایک طریق ہے جس میں صرف انہی کو سزا ملتی ہے جو قوانینِ قدرت سے بغاوت کرتے ہیں- جبکہ دیگر عام امراض نزلہ، زکام وغیرہ وبائی امراض کی صورت میں پھیل سکتی ہیں لیکن جنسی بیماریاں صرف غلط جنسی عمل کے ذریعے ہی منتقل ہوتی ہیں- حتّٰی کہ ایڈز بھی عام تعلقات کے نتیجے میں منتقل نہیں ہوتی- اگر کوئی کہے کہ ٹیکہ کروانے سے ایڈز منتقل ہو سکتی ہے تو دراصل ٹیکہ کا Drug سے گہرا تعلق ہے اور یہ دونوں جرائم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پرورش پاتے ہیں- اور ماضی گواہ ہے کہ جنسی طور پر قوانینِ قدرت سے انحراف کرنے والے لوگ اور معاشرے سزا دیئے جاتے ہیں-

حضور نے فرمایا کہ اہم بات یہ ہے کہ ایڈز کا باب ابھی بند نہیں ہوا- یہ غلط ہے کہ اس کا کوئی علاج دریافت ہو چکا ہے- بلکہ جن مریضوں کے بارے میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ اُن میں یہ بیماری ختم ہوگئی ہے اُن میں ایک یا دو سال کے بعد بیماری نے پھر اچانک حملہ کیا اور بیماری مریض کو لے ڈوبی- کہا جاتا ہے کہ بعض موسمی تبدیلیاں ایسی ہیں جن میں ایڈز کا وائرس ایک دم مستعد ہو جاتا ہے لیکن اس بارے میں ابھی پوری طرح علم نہیں ہو سکا-

حضور انور نے فرمایا کہ بعض پیشگوئیوں اور حالات کے جائزہ سے میرا خیال ہے کہ اگلی صدی کے آغاز میں ایڈز کا وائرس شدید تباہی پھیلائے گا اور بنی نوع انسان کی اکثریت کو صفحہ ہستی سے نابود کردے گا- میرا خیال ہے کہ جب لوگوں کو اس کا اندازہ ہوگا تو بہت دیر ہو چکی ہوگی- حضور نے اس امر پر اطمینان کا اظہار فرمایا کہ افریقہ میں ہم بہت حد تک تبدیلی پیدا کر چکے ہیں-

اس سوال کے جواب میں کہ ایک مادی دنیا میں بستے ہوئے غیر مادیت پر کیونکر یقین کیا جاسکتا ہے- حضور انور نے فرمایا کہ غیر مادیت پر ایمان لائے بغیر مذہب کا کوئی وجود نہیں رہتا کیونکہ مادہ اور روح کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور ہر کوئی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا وہ مادی جسم کے ساتھ ساتھ کوئی روح بھی رکھتا ہے یا نہیں- جواب یہی ہوگا کہ ہاں- چنانچہ یہی بات اجتماعی طور پر بھی کہی جاسکتی ہے-

اس سوال کے جواب میں کہ خدا پر ایمان رکھتے ہوئے گناہ سے کیسے بچا جا سکتا ہے، حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی خدا کو جاننے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ گناہ سے مجتنب رہتا ہے- اگر کسی کو علم ہو کہ سانپ کے منہ میں انگلی ڈالنا موت کے مترادف ہے تو وہ کیوں ایسا کرے گا- چنانچہ گناہ کرنا تو خدا کو غیرت دلانے کے مترادف ہے اور گناہ سے بچنے کے لئے خدا پر یقین لانا ضروری ہے- عیسائیت کے مطابق اگر کوئی خدا پر ایمان لانا چاہے تو یسوع پر ایمان لے آئے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ کفارہ کے تصور نے گناہوں کو ختم نہیں کیا بلکہ اُن میں اضافہ ہی کیا ہے-

برزخ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک درمیانہ دور ہے- عام لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم براہِ راست دوسری دنیا میں پہنچ جاتے ہیں لیکن دراصل انسان جنین کی طرح ہوتا ہے کہ جب تک پیدا نہ ہو تب تک اُس کی ترقی جاری رہتی ہے اور وہ باہر کی باتوں پر ردّ عمل کا اظہار بھی کرتا ہے- قرآن کے مطابق جنین پورے انسانی ارتقاء کی تاریخ رحم میں دہراتا ہے- میرا خیال ہے کہ عالم برزخ روح کی حتمی شکل کے لئے ضروری ہے اور یہ ایک بہت ہی لمبا زمانہ ہے- میں قرآن سے ثابت کر سکتا ہوں کہ ایسا ممکن ہے کہ یہ بلین (Billion) سال پر محیط ہو اور پھر حساب کتاب کا دن آئے- کیونکہ جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو کہیں گے کہ ہم کتنا عرصہ دنیا میں رہے ہیں؟- بعض کہیں گے دن یا دن کا کچھ حصہ- اللہ فرمائے گا کہ وہی بہتر جانتا ہے- چنانچہ جس طرح ستاروں سے ہمارا فاصلہ ہمیں ستاروں کو بہت چھوٹا دکھاتا ہے اسی طرح وقت کا فاصلہ بھی زمانے کو چھوٹا بنا کر دکھاتا ہے- اور وہ وقت اب سے اتنے عرصہ بعد آئے گا کہ کئی کئی سالوں کی زندگیاں محض دن کا کچھ حصہ معلوم ہوں گی-

حدیث نبوی انا خاتم النبیین لانبی بعدی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ میں اس حدیث کو اس طرح مانتا ہوں جس طرح آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا ہے- کیونکہ اگر بالکل کسی نبی نے نہیں آنا تھا تو آپؐ یہ بھی نہ فرماتے کہ میرے بعد مسیح آئے گا- کیونکہ ساری امت مسلمہ متفق ہے کہ مسیح کی آمد نبی کی حیثیت سے ہوگی- اسی طرح امام مہدی بھی آئے گا جو نبی ہوگا کیونکہ امام اللہ کی طرف سے آتا ہے اور مہدی بھی اللہ ہی بناتا ہے- امام مہدی کا مطلب ہے کہ وہ نہ صرف اللہ کی طرف سے بلکہ آنحضور ﷺ کی طرف سے بھی راہنمائی دیا جائے گا- پس اسلام میں ایسا نبی آسکتا ہے اور اسلام میں یہ بروزی یا ظلّی نبی کہلاتا ہے-

حضور انور نے مزید فرمایا کہ امام مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں- نیز اسلام کے اندر نبی کا پیدا ہونا قابل قبول ہے لیکن مسلمانوں کے باہر سے اسلام میں ایک نبی کا درآمد کیا جانا ناقابل قبول ہے- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے آسکتے ہیں جبکہ قرآن کہہ رہا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے- پس اگر وہ دوبارہ آئے تو دعویٰ کریں گے کہ وہ ساری دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں- اب بتائیں آپ کس کی بات مانیں گے؟ قرآن کریم کی یا قرآن میں تبدیلی کرنے والے کی!-

عیسائیت میں کفارہ کے عقیدہ کے بارے میں ایک سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ عیسائیت ہر جگہ پھیلی ہے لیکن کہیں سے بھی گناہ کو ختم نہیں کر سکی- عیسیٰؑ نے اُن کے لئے کچھ نہیں کیا لیکن ہمارے لئے بہت کچھ کیا- کیونکہ جو اُس پر سچا ایمان رکھتے ہیں وہ گناہوں سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں- وہ (مسیحؑ) نیک آدمی تھا اور نیکی سے پیار کرتا تھا- جو بھی یہ خیال رکھے گا وہی حقیقی عیسائی ہوگا-

اسلام میں داڑھی رکھنے کے حکم کے بارے میں حضور انور نے فرمایا کہ قدرتی طور پر مردوں کی داڑھی ہوتی ہے اور عورتوں کی نہیں ہوتی- اس لئے اگر ممکن ہو تو داڑھی رکھنی چاہئے- تاہم وہ جگہیں جہاں بالوں کی افزائش سے گندگی کی افزائش ہوتی ہو وہاں سے بال صاف کر دینے چاہئیں-

عورتوں کے اعلیٰ عہدوں پر تقرر کے بارے میں حضور انور نے قرآن کریم سے ملکہ سبا کی مثال پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی قوم میں سے ذہین ترین عورت تھی اور اعلیٰ ترین عہدے پر فائز تھی-

ایک سوال تھا کہ کیا کسی عورت کا مرد ڈاکٹروں سے معائنہ کروانا جائز ہے- حضور انور نے فرمایا کہ یہ حالات پر منحصر ہے- بیماری کے علاج کے لئے اور انسانی زندگی کے بچانے کی خاطر اسلام میں یہ جائز ہے تاہم ایسا کرنا جنسی بے راہروی پیدا کرنے کا باعث ہو تو منع ہے- میرا خیال ہے کہ اگر کوئی سرجن مرد کسی مریضہ عورت کے مخصوص اعضاء کی سرجری کرتا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ اس کے بارے میں کوئی جنسی خیال اُس کے دل میں پیدا ہو-

(رپورٹ:- محمود احمد ملک)